عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
انٹرنیشنل
ہفت روزہ
ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر ۴۵

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا لال حسین اختر صاحب
کی ایک نایاب تحریر

اللہ والوں کی صحبت

دشمنانِ ازواج
واصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا
عبرتناک
انجام

تاریکی سے روشنی تک ، ایک نومسلم کی کہانی

فیشن پرستی ، ایک عذاب

مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانیوں کو دفن کرنا جائز نہیں ہے

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک

استفتاء :۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ بعض قادیانی اپنے مُردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیتے ہیں اور پھر مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو نکالا جائے تو کیا قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں اور مسلمانوں کے اس طرز عمل کا کیا جواز ہے۔

(سائل جاوید اقبال، بنوں)

الجواب :۔ قادیانی کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ قادیانی دعویٰ اسلام کے باوجود ضروریات اسلام سے انکار کر رہے ہیں۔ اور اسی کو ارتداد کہا جاتا ہے۔ کسی کو کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

ہندیہ ج ۱، ص ۱۵۹۔ بلکہ کفار اور مشرکین کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ مگر کافر کی تدفین، مسلمان کی تدفین سے متغایر ہے۔ کافر کو بغیر مراعات سنت لحد کے زمین میں دفنایا جائے گا۔ البحر ج ۲، ص ۱۹۱۔ اور مرتد کا تو کفار کے قبرستان میں بھی دفن کرنے کے لئے دینا ممنوع ہے بلکہ بغیر غسل و کفن کے کتے کی طرح کسی گڑھے میں گاڑا جائے گا۔ علامہ ابن نجیمؒ تحریر فرماتے ہیں۔

اما المرتد فلا یغسل ولا یکفن وانما یلقی فی حفیرۃ کالکلب ولا یدفع الی من انتقل الی دینہم کما فی فتح القدیر البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۱ وھکذا فی الدر المختار۔

لہٰذا کسی قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا شرعاً جائز نہیں ہے اور اگر کسی جگہ مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانیوں نے قادیانی کو دفن کر دیا تو چونکہ مسلمانوں کا قبرستان صرف مسلمانوں کے لئے ہی وقف ہوتا ہے کسی غیر کے لئے نہیں لہٰذا اس صورت میں قادیانی غاصب متصور ہوں گے۔ تو اس طریقے سے کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کے جرم کے ساتھ جرم غصب بھی لازم آ گیا۔ اور اس کے ساتھ ذمی کی میت کو اگرچہ اسلام نے محترم ٹھہرایا ہے مگر کافر اور مرتد کو نہیں۔

ردالمحتار ج بحوالہ بالا

اور اسی طرح درمختار میں ہے عظم الذمی محترم الخ

اور ردالمحتار میں ہے :۔

قولہ عظم الذمی محترم الخ فلا یکسر اذا وجد فی قبورہ لانہ کما حرم ایذائہ فی حیاتہ الی قولہ واما اھل الحرب فان احتیج الی نبشھم الخ ج ۵ ار ص ۶۶۹

اور مرتد کا الحربی ہے چنانچہ جس طرح کہ حربی کے قتل سے قصاص واجب نہیں اسی طرح مرتد کے قتل سے بھی واجب نہیں۔ (ہندیہ) اور مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مسلمانوں کی کسی چیز بالخصوص کسی موقوفہ چیز پر کسی کافر کا غاصبانہ قبضہ بشرط قدرت تو برداشت کرے (ہندیہ ج ۲ ص ۴۴۳)

وفی الحدیث اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ۔

مشکوٰۃ ج ص ۴۲۲) لہٰذا صورت مذکورہ میں علاقہ کے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اس قادیانی میت کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکال کر کسی گڑھے میں دفن کر دیں تاکہ ان جرائم کا ازالہ ہو جائے اور یہ صورت نبش حرام کی صورت نہ ہو گی کیونکہ غصب کی صورت میں مسلمان میت کا نبش بھی جائز ہے۔ اور کافر اور مرتد کا تو بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔ ہندیہ میں ہے المیت بعد ما دفن بمدۃ طویلۃ او قلیلۃ لا یسع اخراجہ من غیر عذر والعذر ان یظہر ان الارض مغصوبہ ج ۲ ص ۴۷۲۔

اور اگر بالفرض یہ تدفین وہاں کے کسی مسلمان کی اجازت سے ہوئی ہو تو اس کا بھی شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ حق کسی کو حاصل نہیں کہ جہتہ موقوف علیہا میں تغیر اور تبدیل کریں۔

ردالمحتار میں ہے۔ فان شرائط الواقف معتبرہ اذا لم تخالف الشرع وھو مالک فلہ ان یجعل مالہ حیث یشاء ما لم یکن معصیۃ ج ۳ ص ۳۹۵ وفی ص ۴۳۲ فیما شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفہوم والدلالۃ و وجوب العمل الخ اور اسی طرح یہ ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان کسی کافر کو مسلمانوں کے حق دبانے کی اجازت دینے کا مجاز نہیں ہے۔ یہ بھی ملحوظ ہو کہ چونکہ قادیانی صورت مذکورہ میں مسلمانوں کے وقف کے غاصب ٹھہر گئے ہیں۔ اور اس میں تصرف کر کے اپنا میت اس میں دفن کر دیا ہے اور اسی طرح صورت میں ایسے وقف مغصوبہ کا استرداد ضروری ہے لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اپنا مغصوب وقف کا استرداد کر لیں۔ ہندیہ میں ہے۔

وغصبہا من الواقف او من والیہا غاصب الی قولہ فان کان الغاصب زاد فی الارض من عندہ ان لم یکن المزیادۃ الی قولہ فان لیسترد الارض من الغاصب بغیر شیٔ (ج ۲ ص ۴۴۲)

تنبیہ :۔ اور جس طرح کہ ابتداءً کافر اور مرتد کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں ممنوع ہے اسی طرح بقاءً بھی ممنوع ہے یدل علی ذلک ما فی ھندیہ نصہ ھذا مقبرۃ کانت من المشرکین ارادوا ان یجعلوھا للمسلمین فان کان کانت آثارھم قد اندرست فلا بأس بذلک وان بقیت آثارھم بان بقی من عظامھم شیٔ ینبش ویقبر ثم یجعل مقبرۃ للمسلمین..... الخ (ج ۲ ص ۴۶۹)

فلیتامل :۔ اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ۔ جلد ا ص ۵۱) اس لئے مسلمانوں پر اس منکر کا ازالہ ضروری ہے ــــ "یہ تحقیق باصواب ہے حکومت اور واقفین اور مقامی بااثر اشخاص پر ضروری ہے کہ وہ اس میت کو نکلوائیں یا نکالیں" از محمد فرید عفی عنہ۔ شیخ الحدیث و صدر دار الافتاء دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک :۔

معذرت

پرچہ نمبر ۴۴ میں عشق رسول کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے وہ محمد اقبال رنگونی کی تحقیق ہے کتابت میں دوسرے صاحب کی طرف منسوب ہو گیا ہے

(ادارہ معذرت خواہ ہے)

ہفت روزہ
انٹرنیشنل
ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت: یکم تا ۷ شوال ۱۴۱۰ھ
مطابق: ۲۷ اپریل تا ۳ مئی ۱۹۹۰ء
جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 45

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

اِس شمارے میں

۱ ــــ قادیانی روس تعلقات مقصد کیا ہے (اداریہ) ــــ ۵
۲ ــــ دشمنانِ ازواج اصحابؓ و دشمنان ازواج رسولؐ کا عبرتناک انجام ــــ ۷
۳ ــــ تاریکی سے روشنی کیطرف (ایک نومسلم کی کہانی) ــــ ۹
۴ ــــ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی ــــ ۱۲
۵ ــــ فیشن پرستی کا ذمہ دار کون ؟ ــــ ۱۴
۶ ــــ حضرت مولانا مفتی محمودؒ ــــ ۱۵
۷ ــــ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ــــ ۱۸
۸ ــــ اللہ والوں کی صحبت ــــ ۱۹
۹ ــــ مرزائی اور حدیث مجدد ــــ ۲۲

سرپرستان
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ ــــ مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود اور یوسف صاحب ــــ برما
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب ــــ پاکستان
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب ــــ متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب ــــ بنگلہ دیش
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب ــــ جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب ــــ برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب ــــ کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب ــــ فرانس

نارتھ امریکہ
- وینکوور ــــ جمال عبدالستار
- ایڈمنٹن ــــ عامر رشید
- ونی پیگ ــــ میاں انیس
- ٹورنٹو ــــ حافظ سعید احمد
- مونٹریال ــــ آفتاب احمد
- واشنگٹن ــــ کرامت اللہ
- شکاگو ــــ محمد عبدالحئی
- لاس اینجلس ــــ فرزل سعید
- سیکرامنٹو ــــ چوہدری محمد شریف گوندل

- افریقہ ــــ محمد منیر افریقی
- ماریشس ــــ محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ ــــ اسماعیل ناخدا
- ری یونین فرانس ــــ عبدالرشید بزرگ
- بنگلہ دیش ــــ محی الدین خان
- مغربی جرمنی ــــ مشتاق الرحمٰن
- سنگاپور ــــ سید دبیر حسن بخاری

- ہالینڈ ــــ اسماعیل قاضی
- سوئٹزرلینڈ ــــ لے ریکو انصاری
- برطانیہ ــــ محمد اقبال
- اسپین ــــ راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک ــــ محمد ادریس
- ناروے ــــ میاں اشرف جاوید

بیرون ملک نمائندے
- قطر ــــ قاری محمد اسماعیل رشیدی
- دوبئی ــــ قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی ــــ قاری وصیف الرحمٰن
- برما ــــ محمود یوسف

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰
فون نمبر: ۷۱۱۹۶۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
- سالانہ ــــ ۱۵۰ روپے
- ششماہی ــــ ۷۵ روپے
- سہ ماہی ــــ ۴۵ روپے
- فی پرچہ ــــ ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک/ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نظر ہٹتی نہ تھی، ہر آنکھ بام و در پہ رکھی تھی
عجب پاکیزگی طیبہ کے ہر منظر پہ رکھی تھی

دو عالم کی مسافت کر کے طے وہ شخص جب لوٹا
حرارت جسم کی اس کی یونہی بستر پہ رکھی تھی

بہت پیوند تھے، لیکن کوئی دھبہ نہ تھا جن پر
اساسِ زندگی اپنی اسی چادر پہ رکھی تھی

سہارا مل گیا آقا ﷺ کی رحمت کا ہمیں ورنہ!
گناہوں سے بھری گٹھری ہمارے سر پہ رکھی تھی

بقدرِ ظرف اُٹھا لائے گدایانِ تہی دامن!
زمانے بھر کی ہر نعمت درِ اطہر پہ رکھی تھی

طواف اس کا فرشتوں کی نگاہیں کرتی رہتی تھیں
عجب معصومیت اُن کے رُخِ انور پہ رکھی تھی

قمر آمد سے ان کی بام و در سب جگمگا اُٹھے!
یہاں ظلمت ہی ظلمت ورنہ ہر منظر پہ رکھی تھی

قمر سنبھلی

قادیانی روس تعلقات ـــــ مقصد کیا ہے ؟

قادیانیوں کے جھوٹے پیشوا مرزا طاہر نے اپنے یا دوسرے قادیانیوں کے جو بھاگ کر یا پاکستان چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں ان کے فرار کو "ہجرت" قرار دے دیا۔ چنانچہ مرزا طاہر اپنے ایک بیان میں جو دسمبر کے ایک جمعہ میں دیا کہا:۔

"پاکستان سے انگلستان کی طرف عارضی ہجرت کرنے کے بہت سے فوائد ایسے تھے جو رفتہ رفتہ روشن ہوئے"

اس بیان میں مرزا طاہر نے بہت سے فوائد بھی گنوائے ہیں جن میں ایک اہم فائدہ یہ بیان کیا کہ۔

ایک لمبا عرصہ گذرنے کے باوجود مشرقی دنیا جو اشتراکی دنیا کہلاتی ہے یعنی مشرق کا وہ حصہ جو اشتراکیت کے قبضہ میں ہے اس میں بسنے والے اربوں انسانوں کے لئے ہم نے کوئی تیاری نہ کی تھی حضرت اقدس (مرزا قادیانی دجال۔ ادارہ) کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری عطا فرمائی تھی کہ میں تجھے روس میں اس کثرت سے عطا کروں گا کہ آپ نے اس نظارے کو یوں بیان فرمایا جیسے ریت کے ذرے ہوں اور اس کے علاوہ روس کا عصا آپ کے تھمایا گیا جو رویا میں یوں معلوم ہوا جیسے اس کے اندر دو نالی بندوق ہوتی ہے یعنی عصا جو دور مار ہو اور دور اثر ہو۔"

(الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء صـ۱)

اس بیان سے دو باتیں سامنے آئیں۔

۱۔ یہ کہ پاکستان سے انگلستان جیسے عیسائی ملک کی طرف فرار ہجرت ہے گو اسے عارضی ہجرت قرار دیا لیکن بہرحال ہجرت قرار دے کر پاکستان جیسے اسلامی اور مسلمان ملک کو غیر مسلم ملک قرار دے ڈالا۔

مرزا طاہر کی مثال اس مراثی کی سی ہے جو کسی بڑے زمیندار یا جاگیردار کے ڈیرے پر جا کر اس کی شان میں قصیدہ خوانی کرتا ہے اور اس کے خاندان کے گن گا کر ہاتھ جوڑ کر دست طلب دراز کرتا ہے وہ اسے کچھ پیسے دے دلا دیتا ہے اور وہ خوشی خوشی اپنے ڈیرے پر پہنچ جاتا ہے۔ مرزا طاہر اور اس کا سارا خاندان (دادا سے لے کر مرزا طاہر تک) انگریز کا مراثی تھا اور اب بھی ہے۔

مرزا طاہر کا دادا مرزائے قادیاں عمر بھر ملکہ انگلستان کی قصیدہ خوانی کرتا رہا یہاں تک کہ ملکہ وکٹوریہ کو آسمان کا نور اور خود کو زمین کا نور قرار دیا اور دو کتابیں "تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ" لکھ کر میراثی کی طرح دست طلب دراز کیا۔ مرزا قادیانی نے انگریز حکمرانوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا حالانکہ وہ کافر بھی تھے غاصب بھی تھے، ظالم بھی تھے۔

پاکستان کو غیر مسلم قرار دینے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نہ صرف مرزا طاہر بلکہ کسی بھی قادیانی کے دل میں پاکستان سے محبت نہیں اگر محبت ہوتی تو مرزا طاہر پاکستان سے اپنے یا دوسرے قادیانیوں کے فرار کو ہجرت کا درجہ نہ دیتا۔ گو ہجرت کو عارضی قرار دیا ہے لیکن یہ سب کہنے کی باتیں ہیں عملی طور پر اس نے قادیانی جماعت کے ہیڈ کوارٹر کو پاکستان سے انگلستان منتقل کر لینے پر ثابت کر دیا کہ یہ ہجرت" عارضی نہیں مستقل ہے رہا تک اہل پاکستان کا مسئلہ ہے تو وہ اسے خوش ہیں کہ خواہ ہجرت کے نام سے ہی سہی پاکستان سے قادیانی نکلنا تو شروع ہوئے خدا کرے کہ یہ سب یہاں سے جلد از جلد نکل جائیں اور ہمارا ملک صحیح معنوں میں پاکستان بن جائے۔

۲۔ دوسری اہم بات جو سامنے آئی ہے وہ اشتراکی ممالک خصوصاً روس سے تعلقات ہیں جس کی طرف مرزا طاہر نے اپنے دادا مرزا قادیانی کے ایک "الہام" کا ذکر کرتے ہوئے یوں اشارہ دیا۔

"اس کا عصا آپ کے ہاتھ میں تھما دیا گیا جو رویا میں یوں معلوم ہوا جیسے اس کے اندر دو نالی بندوق ہوتی ہے یعنی عصا جو دور مار ہو اور دور اثر ہو۔"

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کے روس سے تعلقات قائم ہیں اور روس نے بھی یہ محسوس کر لیا ہے کہ قادیانی جماعت ایسی جماعت ہے جسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے جب افغانستان کی وجہ سے اس کو قادیانی جماعت کی سخت ضرورت تھی اس لئے روس نے عصایا دونالی بندوق جو دور مار اور دور اثر ہے قادیانی جماعت کو تھما دی ہے اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مجاہدین افغانستان میں روس اور روسی ایجنٹوں کے خلاف جو جہاد کر رہے ہیں ان کے مقابلے میں قادیانی بھی روسی عصا یا دونالی بندوق لئے موجود ہیں اور مجاہدین کے خلاف لڑ رہے ہیں، روس کی حمایت میں مجاہدین کے خلاف لڑائی میں شریک ہونے کے ساتھ ان کا اصل کام جاسوسی کے فرائض انجام دینا اور جو مجاہدین روس اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کے خلاف برسرپیکار ہیں ان کو یہ ترغیب دینا بھی ہے کہ

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال

دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

مرزا طاہر نے روس اور اشتراکی ممالک سے تعلقات کو دین اور مذہب کی خدمت کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے حالانکہ مرزا طاہر اور قادیانیوں کا کوئی دین دھرم ہے ہی نہیں اور اگر ہے تو انگریزی اطاعت اس کا لازمی حصہ ہے چنانچہ مرزا طاہر کا دادا مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

"سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے .... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔"

(رسالہ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق'' صفحہ ۔ د مصنفہ مرزا قادیانی)

معلوم ہوا کہ قادیانی مذہب کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہر اس حکومت کی اطاعت ہے جو انہیں پناہ دے اور ان کی سرپرستی کرے خواہ وہ برطانوی حکومت ہو یا روسی حکومت جب ان کی اطاعت فرض ہوئی تو اس حکومت کے ہر حکم کی تعمیل بھی فرض ہوگئی۔ لہٰذا مرزا طاہر نے یہ محض دھوکہ دیا ہے کہ روس اور اشتراکی ممالک سے تعلقات دین اور مذہب کی خدمت کا ذریعہ بنیں گے۔ بلکہ یہ تعلقات جاسوسی افغان مجاہدین کے جہاد کو سبوتاژ کرنے اور مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے قائم ہوئے ہیں چنانچہ ہم اپنی طرف سے یہ بات نہیں کہتے بلکہ قادیانی مذہب کا بانی مرزا قادیانی مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 19 پر یوں لکھتا ہے۔

"جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔"

پس واضح ہوگیا کہ روس اور اشتراکی ممالک سے تعلقات کا مقصد افغانستان میں ہونے والے جہاد کو حرام قرار دینا، روس کی حمایت میں مجاہدین سے لڑنا ہے ایسے میں افغان مجاہدین اور وہ تمام تنظیمیں جو افغان جہاد میں شریک ہیں انہیں چاہئے کہ وہ قادیانی روس تعلقات سے ہوشیار رہیں۔

شیزان اور قادیانیت

جب سے ملک میں گستاخ رسول ﷺ قادیانیوں کی فیکٹری شیزان کے بائیکاٹ کی مہم شروع ہوئی اسی وقت سے قادیانیوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ شیزان مسلمانوں کی فیکٹری ہے چونکہ قادیانی ایک جھوٹے اور مکار شخص مرزا قادیانی کے پیروکار ہیں، اس لئے جھوٹ بولنا ان کی فطرت میں رچ بس چکا ہے۔ بجھوٹ پھر جھوٹ ہے آخر وہ ظاہر ہو کر رہتا ہے پچھلے دنوں شیزان کا مالک مسٹر شاہ نواز بھٹو مر گیا وہ کئی سال سے بستر مرگ پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ شنید ہے کہ اس کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی جس طرح مرزا قادیانی، مرزا محمود اور سر ظفر اللہ خان کی واقع ہوئی تھی بہر حال اس کی موت پر روزنامہ نوائے وقت، جنگ اور مساوات وغیرہ میں اشتہارات شائع ہوئے جس میں اس کے مرنے کی اطلاع تھی اور یہ اعلان تھا کہ اس کی لاش کو ربوہ لے جایا گیا قادیانی اخبار الفضل ربوہ نے ۲۷ مارچ کو اس کے مرنے کی اطلاع دی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ

"روسی زبان میں ہم ابھی تک رجبل اور من گھڑت ترجمہ قرآن شائع نہیں کر سکے تھے اس کے اخراجات بہت زیادہ اٹھتے تھے .... چوہدری شاہنواز کے دل میں یہ تحریک ڈالی انہوں نے کہا کہ وہ روسی زبان میں من گھڑت ترجمہ قرآن کے سارے اخراجات ادا کریں گے۔"

جس کے اخراجات بقول مرزا طاہر آنجہانی نے ادا کر دیئے اس کے لڑکے بھی ایسی ہی پیشکش کر چکے ہیں اخبار نے مزید لکھا کہ

"آپ پاکستان کے نمایاں صنعت کاروں میں سے تھے آپ نے جو نہایت کامیاب تجارتی ادارے قائم کئے ان میں شاہنواز لمیٹڈ، شاہ تاج شوگر ملز، شیزان انٹرنیشنل اور شاہنواز ٹیکسٹائل ملز شامل ہیں۔"

قادیانی اخبار کی اس خبر کے بعد کوئی مسلمان یقین نہیں کر سکتا کہ شیزان قادیانیوں کی نہیں ہے بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اس کا سرمایہ قادیانیت کی تبلیغ و ترویج پر صرف ہو رہا ہے اس لئے ہم تمام غیرت مند مسلمان تاجروں سے اور عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ شیزان سمیت تمام قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔

دشمنانِ ازواج و اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

عبرتناک انجام

المرسل : محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی ، جلال پور پیر والا ۔

بغض صحابہؓ کی وجہ سے چہرہ سیاہ ہو جانا

حضرت امام ابن ابی الدنیاؒ حضرت امام محمد بن علیؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم مکۃ المکرمہ میں بیت اللہ کے قریب بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہمارے سامنے آیا اس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا اور آدھا سفید کہنے لگا ، اے لوگو! میری شکل دیکھ کر عبرت حاصل کرو میں خلیفہ بلافصل امام الصحابہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مراد رسولؐ داماد سیدنا علی المرتضیٰؓ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ او اللہ کے دشمن او فاسق کیا تو ہی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیا کرتا ہے پس میں بیدار ہوا تو یہ میری حالت ہو گئی جو آپ لوگ مشاہدہ کر رہے ہیں ۔ " کتاب الروح لابن قیمؒ صفحہ ۲۴۳ "

ایک گستاخ صحابہؓ کا خنزیر بن جانا

حضرت امام شعرانیؒ اپنی کتاب المنن الکبریٰ میں حضرت علامہ عبدالغفار قوصیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص امام الصحابہ سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا اس کی عورت اور اس کا بیٹا اس کو منع کیا کرتے تھے لیکن وہ اپنی اس شرارت سے باز نہ آتا تھا بلکہ زبردستی بھی اس پر مجبور کرتا تھا ۔ خدا کا غضب سے اس کی صورت خنزیر کی صورت میں بدل گئی ۔ اس کے لڑکے نے اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر اس کو اپنی دکان میں باندھ رکھا تھا وہ خنزیر کی طرح چنگھاڑتا تھا ۔ ہمسایہ لوگ اس کی آواز کو سنا کرتے تھے کئی دنوں کے بعد وہ مر گیا اس کے بیٹے نے اس کو ایک گندے گڑھے میں پھینک دیا ۔ علامہ شیخ عبدالعزیز طبریؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے ذکر کیا تو میں اس کے بیٹے سے ملا اس نے اپنے والد مردود ملعون کا یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا ، اس نے کہا کہ میرا والد مجھے بھی اس چیز پر مجبور کرتا تھا اور مارتا تھا لیکن میں نے اس کا کہنا نہ مانا ۔

لطائف المنن والاخلاق شعرانی صفحہ ۱۸۰ ج ۲

ایک نبی خلیظ کا بندر بن جانا

امام بیہقیؒ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی یمن کو جا رہے تھے ، لیکن ہمارے ساتھ ایک شخص کوفہ کا بھی تھا ۔ وہ خلیفہ بلافصل امام الصحابہ حضرت ابوبکرؓ ، امیر المومنین مراد نبیؐ حضرت سیدنا عمرؓ کو برا بھلا کہتا تھا ۔ ہم ہر چند اسے منع کرتے تھے لیکن وہ باز نہ آتا تھا ۔ جب ہم یمن کے نزدیک پہنچے ایک جگہ اتر کر سو رہے ، جب روانگی کا وقت آیا تو سب نے اٹھ کر وضو کیا اور اس کوفی کو بھی جگا دیا ۔ وہ اٹھ کر کہنے لگا افسوس کہ میں تم سے جدا ہو کر اس منزل پر رہ جاؤں گا کیونکہ میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا ہے کہ جناب سیدالکائنات رسالتمآب ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے فاسق تو اس منزل پر مسخ ہو جائیگا ۔ اسی اثنا میں اس نے پاؤں اکٹھے کر لئے ۔ ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے مسخ ہونا شروع ہوا ، اور اس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہو گئے ۔ پھر گھٹنوں تک پھر کمر تک پھر منہ تک حالت مسخ پہنچ گئی اور حتیٰ کہ وہ بالکل ہی بندر کی شکل میں تبدیل ہو گیا ۔ ہم نے اسے پکڑ کر اونٹ پر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے غروب آفتاب کے وقت ہمارا گزر ایک جنگل سے ہوا وہاں دیکھا کہ چند بندر جمع ہیں اس نے جب ان بندروں کو دیکھا اپنی رسیاں توڑ کر ان میں جا ملا ۔ اسی طرح کا واقعہ امام علامہ تلمسانیؒ نے بھی ذکر کیا ہے لیکن اس واقعہ میں بندر کی بجائے خنزیر کا ذکر ہے ۔ (سعادۃ الدارین للنبہانیؒ)

بغض اصحابِ رسولؐ کی وجہ سے گلے میں سانپ کا چمٹ جانا ۔

حضرت امام ابن ابی الدنیاؒ ابواسحٰق سے روایت کرتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک میت کے نہلانے کیلئے بلایا گیا پس جب میں نے اس کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو اکھاں اس کے گلے میں ایک کالا سانپ چمٹا ہوا تھا ۔ حاضرین نے ذکر کیا کہ یہ رفقائے رسولؐ کو گالیاں دیا کرتا تھا ۔

(کتاب الروح لابن قیمؒ صفحہ ۱۹۶ شرح الصدور للسیوطیؒ صفحہ ۲۶۹)

قبر میں خنزیر بن جانا

حضرت علامہ ابن حجر مکیؒ اپنی کتاب زواجر میں تاریخ حلب سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں ۔ حلب میں ایک شخص ابن منیر جو حضرت سیدنا ابوبکرؓ اور حضرت سیدنا عمرؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا ، مر گیا حلب کے چند نوجوان سیر و سیاحت کیلئے نکلے کسی نے کہا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ جو شیخینؓ کو گالیاں دیا کرتا ہے قبر میں اس کی صورت خنزیر کی ہو جاتی ہے ، آؤ آج ابن منیر کی قبر کھود کر تماشہ دیکھیں ۔ پس سب جوان اس پر متفق ہو کر اس قبرستان میں گئے اور جا کر ابن منیر کی قبر کو کھودا ۔ دیکھا تو قبر میں ایک خنزیر پڑا ہوا ہے ۔ جس کا رخ قبلہ سے پھرا ہوا ہے ۔ پس انہوں نے اس خنزیر کو نکال کر باہر پھینک دیا تاکہ دوسرے لوگ مشاہدہ کریں پھر انہوں نے اس کو مار کر قبر میں دفن کر دیا اور گھر چلے آئے ۔ (کتاب الزواجر لابن حجر مکیؒ صفحہ ۱۳۲ ج ۲)

مولانا ابوالخیر اسدیؒ اپنی کتاب مسخ الاشکال میں تحریر کرتے ہیں کہ اس حکایت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ

بہت سے دشمنانِ صحابہؓ کو قبروں میں دیکھا گیا لیکن ان کی صورتیں خنزیر کی نہ تھی۔ جواب یہ ہے کہ عالم برزخ کے حالات کا مشاہدہ ہم ان کی ظاہری آنکھوں سے نہیں کر سکتے ہو سکتا ہے کہ ہر دشمن صحابہؓ قبر میں خنزیر کی صورت میں ہو لیکن ہم اس کی صورت کو عبرتی عذاب کی صورت میں بے ادراک نہیں کر سکتے۔ اور کبھی کبھی کسی برزخی عذاب کو اس دنیا میں نظر آجانا بطور عبرت کے ہوتا ہے۔

"جامع القرآن امام الشہداء والمظلومین محافظ عصمت وتقدس وعظمت حرم نبوی پاسدار عہد وفا بحکم نبوت بر تخت خلافت خلیفہ ثالث وراشدہ عادل برحق سیدنا مولانا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کی محبت کا عذاب"

امام ابن عساکرؒ اپنی تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کہ آدمی اس حالت میں مرے گا جس کے دل میں رتی برابر بھی حضرت عثمان غنی کے قتل کی محبت ہو، وہ ضرور دجال پر ایمان لائے گا یعنی ایسی حالت میں مرے گا جیسے کوئی دجال پر ایمان رکھتا ہو۔ اس صحابی رسولؐ کی روایت سے سخت عبرت حاصل ہوتی ہے۔ علماء کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ بعض واعظ واقعات شہادت شہید مظلوم حضرت عثمان غنیؓ خام تاریخوں کے حوالوں سے بیان کرتے ہیں۔ جن سے حضرت عثمانؓ کی شان پر دھبہ آتا ہے۔ ہمارے ملک کے تاریخ نویس نے لکھا ہے کہ خدمت عثمانیہؓ میں ایسے واقعات کا صدور حضرت عثمان غنیؓ کے تساہل کی وجہ سے ہوا۔ ہمارے نزدیک اتنا لکھنا بھی گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آداب صحابہؓ کی توفیق دے۔ آمین۔

بغض اصحاب رسولؐ کی وجہ سے قبر کا غائب ہوجانا

علامہ حقی آزنیؒ اپنی مشہور تفسیر روح البیان میں تحریر کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ابن ہلال ناقی ایک شخص رہا کرتا تھا جو ازواجؓ واصحاب رسولؐ کو برا بھلا کہتا تھا جب وہ فوت ہوا۔ تو اس کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا کسی وجہ سے دوسرے دن اس کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ اس کی لاش غائب تھی۔ اس واقعہ میں حضرت قاضی جلال الدینؒ بھی موجود تھے اس واقعہ کو اس زمانہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی سمجھا۔

تفسیر روح البیان ص۳۲۷ ج ۱۰

دشمنانِ صحابہؓ پر کتے کا مسلط ہونا

حضرت امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک کتا دیکھا جس نے لوگوں کا راستہ چلنا بند کر دیا تھا۔ میں جب اس راستہ سے گذرا تو دل میں خوف معلوم ہوا۔ کتا مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم ہرگز نہ ڈرو اللہ کریم نے مجھے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کو برا کہنے والوں پر مسلط کیا ہے۔

(نادر قلائد ابن جوزیؒ۔ نزہۃ المجالس ص۲۹۶ ج۲)

اس کتے کو اللہ نے بطور عبرت مقرر کر دیا ہوگا شاید اس وقت بصرہ میں دشمن شیخینؓ بہت ہوں گے، دوسرا کتا کا بولنا یہ بھی بطور عبرت کے تھا اولیاء کرام سے جانوروں کا بات کرنا خرق عادات سے ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کی توہین کرنے والے کا چہرہ خنزیر کی شکل میں:-

علامہ بارزیؒ حضرت منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا بدن آدمی جیسا ہے لیکن اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں ہے اس کی وجہ پوچھی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت علیؓ پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا اور جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس مردود ملعون کی شکایت کی آپؐ نے اس کے چہرے کی طرف تھوک دیا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔

(صواعق المحرقہ ص۱۹۳)

نواسہ رسولؐ حضرت حسینؓ کی توہین کرنیوالے کا اندھا ہو جانا

حضرت امام احمد حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نواسہ مصطفیٰ حضرت حسینؓ کو فاسق ابن فاسق کہا تھا۔ اللہ کریم نے اس پر دو چھوٹے ستارے چنگاریوں کی مانند اتار کر اسے اندھا کر دیا۔ (صواعق المحرقہ ص۱۹۳)

امام عادل وبرحق خلیفہ سادس وراشد سیدنا حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان سلام اللہ علیہا کی توہین کرنے والے کی حیرت انگیز موت

حضرت علامہ مفسر ومورخ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ کسی نے خواب میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کے پاس حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت امیر معاویہؓ پانچوں صحابی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک آدمی آگیا جس کا نام راشد الکندی تھا، حضرت عمرؓ اسے دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ یہ آدمی ہمیں برا بھلا کہتا رہتا ہے، یہ سن کر ہادی عالم نے اسے بہت سختی سے ڈانٹا وہ کہنے لگا حضرت میں انہیں تو کچھ نہیں کہتا بلکہ میں تو امیر معاویہ کو گودیش کہا کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا بربادی ہو تیرے لئے یہ کیا میرا صحابی نہیں ہے؟ یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ فرمائی، پھر آپؐ نے ایک لوہے کا ڈنڈا اٹھا کر حضرت امیر معاویہؓ کو دیا اور فرمایا کہ اسے پیچھے کی طرف سے مار، جب امام عادل وبرحق سیدنا امیر معاویہؓ نے اسے مارا تو میری نیند کھل گئی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے سنا کہ رات کو وہ کسی اچانک موت سے مر گیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ص۱۳۹ ج ۸)

مندرجہ ذیل بالا واقعات کو پڑھ کر آپ عبرت حاصل کریں اور جن مجالس میں ازواج واصحاب رسول علیہم السلام کی تنقیص کی جاتی ہے ان میں ہرگز شرکت نہ کریں۔ اگر آپ غلطی سے ایسی مجالس میں شریک ہو چکے ہیں تو اس گذشتہ لغزش پر توبہ کریں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں ازواج واصحابؓ رسولؐ سے سچی محبت وعقیدت کے ساتھ زندہ رکھے۔ آمین۔

اعلان تعطیل

عیدالفطر کی وجہ سے ہفت روزہ ختم نبوت کے دفاتر بند رہیں گے اس لئے آئندہ ہفتہ کا شمارہ شائع نہیں ہوگا قارئین وایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں ——— (ادارہ)

تاریکی سے روشنی کی طرف

مائیکل جیرالڈ سے عبدالرحمٰن تک

ایک نو مسلم کی کہانی خود اس کی زبانی

(عبدالرحمٰن میرا پرانا نو مسلم دوست ہے۔ ہم دونوں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، ڈیوس کیمپس (UNIVERSITY OF CALIFORNIA DAVIS) میں پڑھتے تھے اگرچہ ہم تحصیل علم کے لئے الگ الگ شعبوں میں جاتے تھے۔ مگر خالی پیریڈ کے دوران میں پارٹ ٹائم کام یونیورسٹی کے ایک ہی تحقیقاتی شعبے میں کرتے تھے۔ اور دونوں یونیورسٹیوں میں مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن سے منسلک تھے۔ ایک شام کو ہماری تنظیم نے یونیورسٹی میں ایک خاص اجتماع کا اہتمام کیا جس میں عبدالرحمٰن کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔ تاکہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے قبل اور بعد کے تاثرات سے سامعین کو مستفید کرے۔ اس اجتماع کی تشہیر قریب و جوار کے اسلامی مراکز میں کئی دن پہلے ہی سے کی گئی تھی۔ مقررہ تاریخ کو یونیورسٹی کے ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ نہ صرف برادران اسلام بلکہ غیر مسلموں کا بھی جم غفیر تھا۔ یہ ایک سہانی شام تھی۔ اسلامی خطاطی کی سلائیڈز کی نمائش کے بعد تلاوت قرآن پاک سے پروگرام شروع کیا گیا۔ چند مقررین کے بعد مائیکل جیرالڈ کی باری آئی۔ جو آج عبدالرحمٰن کے نام سے مشہور ہے۔ اناؤنسر کی آواز کے ساتھ ہال میں سکوت طاری ہو گیا۔ ہر کوئی عبدالرحمٰن کو دیکھنے کا متمنی تھا کہ اچانک اسٹیج کی دائیں طرف سے ایک خوبصورت نوجوان پاکستانی لباس میں ملبوس سر پر ٹوپی اوڑھے، مائیکروفون کی طرف نہایت مودبانہ انداز میں بڑھا۔ سرخ و سفید چہرے پر حسب معمول مسکراہٹ نمایاں تھی۔ اس نے قلبی کیفیت یوں بیان کی ملاحظہ فرمائیے۔

محمد شریف کوندری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے پیارے بھائیو! اور بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آج شام کے اس اجتماع میں آپ میں سے اکثر بھائیوں کے لئے اسلام ایک پرانے دوست کی طرح ہے۔ تم پیدائشی مسلمان دارالاسلام میں پیدا ہوئے ہو۔ جب تم نوزائیدہ بچے تھے تو پنجگانہ اذان تمہارے کانوں میں پہلی آواز تھی۔ آپ میں سے اکثر کی تربیت صحابہ کرامؓ کی پرخلوص سادہ زندگی اور بہادرانہ کارناموں کی داستانیں سن کر ہوئی ہو گی۔ اور یقیناً آپ نے تقریباً دس سال کی عمر تک قرآن مجید کی کئی سورتیں بھی حفظ کر لی ہوں گی۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کے لئے اسلام ایک پرانے دوست کی طرح ہے۔ کیونکہ دارالاسلام میں پیدا ہونے کی وجہ سے یہ آپ کو نصیب ہوا۔ خصوصاً اس پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے میں آپ سے چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

میں آپ کے مذہب اسلام میں نیا نیا داخل ہوا ہوں۔ میرے لئے طریقۂ زندگی جسے ہم اسلام کہتے ہیں۔ نسبتاً میرا نیا دوست ہے اور اگرچہ اللہ جانتا ہے کہ اس سلسلہ میں میرا علم محض ایک دانہ یا ریت کے ایک ذرے سے بھی کم ہے۔ اور میری روحانی خوشحالی کوسوں دور۔ مجھے امید ہے کہ چند منٹ کے لئے آپ میری گزارشات سن کر میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ ”میں کیسے مسلمان ہوا؟“ میرے سنانے میں اور آپ کے سننے میں ممکن ہے ہم سب کی بھلائی ہو اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو فلاح دارین نصیب فرمائے۔ آمین۔

میں سنہ ۸۹ء کے اوائل میں متحدہ امریکہ سے بھارت جانے کے ارادے سے روانہ ہوا جہاں میں روحانی تسکین حاصل کرنے کا امیدوار تھا۔ اور جہاں سے مجھے روحانی غذا کی دستیابی کی توقع تھی۔ کیا یہ مضحکہ خیز نہیں ہے کہ ایک شخص امیر ترین ملک سے جہاں کسی چیز کی کمی نہیں تھی اور روحانی غذا کی تلاش کے لئے ایک فاقہ زدہ ملک کی طرف چل نکلے۔ میں جانتا تھا کہ میں اپنے مادر وطن کے اکثر لوگوں کی طرح جن کی تعداد آئے دن بڑھتی ہی جاتی ہے یعنی پرتکلف زندگی میں کسی اہم چیز کی کمی محسوس کر رہا تھا۔ میرے پاس نفیس ترین سوٹ تھے۔ میرے پاس بالکل نئی کار تھی۔ کسی حد تک کالج کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ میرے پاس میرا اپنا ذاتی مکان تھا۔ اور معقول تنخواہ کی ملازمت بھی۔ میرے پاس بے شمار آرام و آسائش کی دنیاوی سہولتیں مہیا تھیں لیکن یہ سب چیزیں میرے اس اہم سوال کا جواب نہیں دے سکتی تھیں۔ جو ایک بنی نوع انسان کے دل میں آسکتا ہے کہ میں کون ہوں؟ اور میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟

اس سوال کے جواب کے لئے میری روح تڑپتی رہی۔ بے سکونی اور چاروں طرف تجسس بھری نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ اس سوال کے جواب کی متلاشی رہنے کے بعد میں نے سوچنا شروع کیا کہ ممکن ہے مذہب کی گود میں اس سوال کا جواب ہو۔ ”مذہب“ ـــــ مذہب امریکی لغت میں تا حال یہ لفظ بے معنی سا نظر آتا ہے۔ لوگ کسی کا حقارت سے ذکر کریں تو یوں کہتے ہیں ”وہ جی اتنا تو جاہل ہو کر وہ بڑا مذہبی سا ہے“ جیسے اس نے کسی غلطی کا ارتکاب کیا ہو۔ بچپن اور لڑکپن میں مجھے کسی مذہب سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اور چند بار چرچ آنا جانا بھی ایک بھولی بسری بات ہو چکی تھی۔ مگر کالج میں علم الانسان کے مطالعے کے دوران کئی مذاہب اور عقائد کی مقدس کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ جن میں ریڈ انڈین، بدھ مت، ہندو مت، زبور، توریت، انجیل، پارسی، کنفیوشس وغیرہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ ان سب میں خیالات اور نظریات کو دلچسپ پیرائے میں ضرور لکھا گیا ہے۔ مگر یہ سب حقیقت سے کوسوں دور نامکمل اور ناتمام نظر آتے ہیں۔ القصہ مختصر ان میں کسی چیز کی کمی ہے۔ ایسے رشتے کی جو ان عناصر کو جوڑ کر کامل و مکمل اور قابل بسر زندگی کا نظام مہیا کر سکے۔ ایسے خدا کی جو صرف ایک گروہ یا قبیلے کے لئے ہی مختص نہ ہو۔ بلکہ وہ ہر ایک کا خدا ہو۔ غرضیکہ زندگی کے ان اہم لمحات اور احساسات کے اس نازک دور میں اسلام کے متعلق میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ بالآخر مجھے احساس ہوا کہ محض کتابیں پڑھ لینے سے کچھ حل نہیں ہو سکتا۔ خوش قسمتی سے ان حالات میں مجھے ایک اچھا دوست مل گیا۔ جس سے میں اکثر اپنے احساسات اور خیالات کا تبادلہ کرتا تھا۔ متفقہ طور پر ہم دونوں نے باہر جانے کا فیصلہ کیا۔ سوچا کہ مغرب کی نسبت مشرق بعید میں روحانیت کی تلاش کرنا زیادہ موزوں ہے۔ پھر کیا تھا۔ ہم دونوں نے کل وقتی ملازمت شروع کر لی اور اپنے سفری اخراجات کے لئے کچھ پونجی جمع کرنے لگے۔

اب مجھے رب رحمٰن کی کرم نوازی پر یقین ہو گیا۔ کہ کچھ رقم جمع کر لی۔ اور سفر پر روانہ ہوئے۔ اپنے شہر سے سفر پر گامزن ہونے سے پہلے میں نے ایک اور آخری کتاب خریدی۔ اور یہ

برطانوی نومسلم محمد پکتھال کا قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ تھا۔

The Meaning of Glorious Quran by M. Pickthal

یوگوسلاویہ کی سمت جانے والے عربی جہاز میں سوار ہوئے۔ بائیس دنوں کے بحری سفر کے دوران اسلام کی اس عظیم اور مقدس کتاب کے مطالعہ کا پہلا تجربہ ہوا۔ اس تجربے کے مطالعے سے میں اپنے تاثرات بیان نہیں کر سکتا سب سے پہلے میں ان احساسات سے مغلوب ہوا کہ قرآن مجید کے ارشادات میری ذات کی طرف ہی اشارہ کرتے ہیں۔ اس عالمگیر صداقت کی یاد دہانی کراتے ہیں۔ جس سے میرا ضمیر واقف تو تھا مگر تحت الشعور میں کہیں فراموش کر چکا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے الفاظ نہ صرف عاد و ثمود جیسی قوموں کے عبرتناک انجام کا تذکرہ بیان کرتے ہیں بلکہ میری اپنی ـــــ زندگی کی کہانی بھی دہراتے ہیں۔ اور یہ ہر انسان کی کہانی ہے۔ یہ تھی اللہ کی کتاب۔ جس نے میرے سوئے ہوئے ضمیر کو جگا دیا۔ اللہ جو خالق کائنات ہے۔ وہ کسی قبیلے کا مقدس دیوتا نہیں۔ جس کی پہلی TESTAMENT میں تصویر کشی کی گئی ہے۔ اور نہ ہی آتش پرستوں اور مجوسیوں کے اہورامزدا کی طرح جو تاریکی کے دیوتا کے ساتھ خدائی میں شریک تھا۔ اور نہ ہی نئے TESTAMENT کے خدا کا ڈکٹیٹر جس نے بیٹے کو جنم دیا۔ اور پھر اسے دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کی ذلت میں مبتلا کر دیا۔ بلکہ وہ اللہ رب العزت وحدہ لاشریک ہے۔ جو الحی القیوم ہے۔ اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔ جس نے آسمانوں اور زمین اور ساری کائنات کو پیدا کیا۔ دن اور رات بنائے۔ کائنات میں حیواناتی زندگی کو تخلیق کیا۔ نر اور مادہ بنائے۔ ہوا جو سمندروں میں بادبانی جہازوں کو چلاتی ہے۔ بادل جو بارش برساتے ہیں۔ اور پیاسی زمین میں روئیدگی کا باعث بنتے ہیں۔ غرض یہ کہ بے شمار اس کی تخلیق کی نشانیاں ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

بحری سفر کے دوران ایک دن جہاز بحر اوقیانوس میں کہیں دور سمندری طوفان سے دوچار تھا۔ اور میں اس کتاب کو پہلی بار پڑھنے کے بعد جہاز کے عرشے پر آ گیا۔ صاف دھوپ میں بیٹھے بیٹھے دل و زبان میں یہ اسم اعظم اللہ اللہ بار بار دہرانے لگا۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں کہ میں ایسا کیوں کرنے لگا۔ سوائے اس کے کہ یہ ایک خوبصورت بلکہ حسین ترین نام ہے۔ اب مجھے احساس ہوا کہ میں نے زندگی میں پہلی بار اللہ کو پکارا تھا۔ اور یہ میرے ضمیر کی آواز تھی۔

ممکن ہے کئی لوگوں کے نزدیک صرف کتاب الٰہی کا مطالعہ ناکافی ہے۔ مگر میں تو اس سلسلے میں کچھ زیادہ خوش بخت تھا۔ تجسس تھا۔ اور طبیعت میں جستجو کی خواہش تھی۔ اس لئے مزید تحقیق کرنے میں سرگرداں تھا۔ جیسا کہ میں اور میرے دوست نے ترکی، ایران، افغانستان، اور پھر پاکستان کی سیاحت کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی منظور تھا کہ مجھے صداقت کا یقین ہو جائے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ اسلامی دنیا کی کس چیز نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا۔ یہ حسین ترین مساجد جن کے میناروں سے اذانیں ہوتی ہیں۔ اور لوگ نماز اور فلاح دارین کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ اور دوسرے ڈھیلے ڈھالے رنگ برنگے کپڑوں والے سیدھے سادے لوگ ہیں۔ جو بڑے مہربان، مخلص، ہمدرد، خوب، مگر تنگ ہیں۔ جو بلاتکلف نہایت پیار سے ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں۔ لیجئے! میں ان سادہ لوح انسانوں کی دو مثالیں پیش کرتا ہوں:

یہ استنبول میں ریلوے سٹیشن کا منظر ہے۔ ایک برطانوی نوجوان بیوڑا گاڑی کے انتظار میں پلیٹ فارم پر لیٹ گیا۔ اور نیند آ گئی تو کسی نے اس کا بٹوا چرا لیا جس میں اس کی ساری پونجی تھی۔ ایسے واقعات میں جہاں عین ممکن ہے کہ دوسرے وقت کی روٹی ملنے کی توقع غیر یقینی ہو جائے۔ تو ان کا غصے سے آگ بگولا ہونا لازمی امر تھا چنانچہ وہ ہر کسی کو چور سمجھنے لگے۔ لیکن جب ایک ترک کو معلوم ہوا تو رضاکارانہ طور پر اس نے ریلوے سٹیشن کے لوگوں سے چندا اکٹھا کر کے ان کی کھوئی ہوئی رقم پوری کر دی۔

دوسری مثال پاکستان کے بازار کا ایک منظر ہے۔ بازار میں دوکانیں شانہ بشانہ ہیں جن میں ایک ہی طرح کی ضروریات زندگی کا سامان ہے۔ ایک دوکاندار کسی کام کی غرض سے کہیں باہر جاتا ہے تو نگرانی کے لئے ہمسایہ دکاندار کو کہہ جاتا ہے۔ اتنے میں اس کی غیر موجودگی میں اس کی دوکان پر کوئی گاہک آتا ہے۔ اور صابن وغیرہ یا کوئی اور چیز خریدنا چاہتا ہے۔ ہمسایہ دکاندار کے پاس وہ چیز موجود ہے۔ مگر وہ اپنی دکان کی بجائے اس غیر موجود دکاندار کی دکان سے ہی فروخت کرتا ہے۔ کیونکہ گاہک اس دوکان کے سامنے آیا ہے۔ یہ کتنا عظیم اخلاق ہے۔ کہ ہمسائے کے حقوق کی [illegible] نہیں بلکہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ میں نے ایسے کئی مناظر دیکھے۔ چونکہ میں سرمایہ دارانہ نظام کے ملک کا رہنے والا تھا۔ اس لئے مجھے ایسے واقعات اچنبھے معلوم ہوئے میں اپنے آپ سے پوچھتا تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں کس بات نے ان کے دلوں میں احساس مروت اور جذبہ اخوت بھر دیا ہے۔

پاکستان میں جہاں اکثر لوگ انگریزی بولتے اور سمجھتے ہیں۔ مجھ سے کئی لوگ پوچھتے تھے "تمہارا نبی کون ہے؟" "تمہارا مذہب کیا ہے؟" پہلے پہل تو میں ان سوالوں سے خفا سا ہونے لگا یہ سوچتے ہوئے کہ یہ لوگ مجھے مرعوب کرنا چاہتے ہیں پھر آہستہ آہستہ میرے خیالات کا دھارا بدلنے لگا کہ ان لوگوں کا مجھ سے ایسے سوال پوچھنا ایک فطری امر ہے۔ کیونکہ روئے زمین پر بنی نوع اسلام کو خوشحال اور پر امن طرز زندگی گذارنے کے اصول بتانے کے لئے کوئی نہ کوئی راہنما، استاد یا معلم ہی ہوتا ہے۔ جو زندگی میں یکسانیت اور یگانگت سکھاتا ہے۔ اور خود بھی عمل کر کے نمونہ پیش کرتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے بہترین مثال ہوتی ہے۔ اور یہاں کے لوگ بھی بذات خود معلم اعظم رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ ان کی ذات اقدس سب کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ لیکن میرے اپنے ملک امریکہ میں کوئی بھی کسی راہنما کا مرہون منت نہیں ہے۔ الا معدودے چند۔ کبھی کسی کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی۔ کیا ہم یہ گمان کرتے ہیں کہ ہمیں ہر چیز پر کلی اختیار ہے۔ شائد ہمیں اپنی کوتاہیوں، ناکامیوں کو تسلیم کرنے میں فخر محسوس ہوتا ہے۔ "کون تھا میرا نبی"......؟ "کون تھا میرا استاد......؟" میرے دل و دماغ میں ایسے سوالات ابھرنے لگے۔ کچھ عرصہ تک میں ان سوالوں کے ہجوم میں زندگی کے دن گذارتا رہا۔ میرا ضمیر مجھے احساس دلاتا تھا کہ مجھے ان سوالوں کے جواب معلوم کرنے ہی پڑیں گے۔ کیونکہ ان کے تسلی بخش جوابوں میں ہی سکون قلب حاصل ہو گا۔

پاکستان میں ایک دن اگست کی جھلسا دینے والی دھوپ میں ارادہ کیا کہ وادی سوات کے سبزہ زار ٹھنڈے کوہستانوں میں بس پر بیٹھ کر جاؤں۔ اور اپنے دوست سے جا ملوں جو وہاں پہلے ہی پہنچ گیا تھا۔ جب کہ مجھے ویزا کی تجدید کے لئے صدر مقام جانا پڑا تھا۔ پرانی بس جیسے جیسے بلندیوں پر چڑھتی گئی حسین ترین مناظر فطرت دکھائی دیتے گئے۔ شاہراہ کے پہلو میں تیز رفتار

دریا کے ساتھ ساتھ کہیں سرسبز جنگل، کہیں مکئی کی فصل کی چھوٹی چھوٹی کیاریاں تھیں۔ ہر جگہ سبزہ ہی سبزہ تھا۔ نہایت دلکش منظر تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ قرآن مجید میں بیان کی ہوئی جنت کے مناظر سے کس قدر مشابہ ہے:۔

" وہ خوبصورت باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ....."

اور ایک ندائے غیبی مجھ سے پوچھ رہی تھی "ساتھیو تمہاری جنت کہاں ہے ......؟" اور میں جھینپ کر رہ گیا۔ راستے میں ایک گاؤں کے قریب بس چند لمحے کے لئے رکی وہاں چند سواریاں بس میں سوار ہوئیں۔ ان میں ایک معذور آدمی بھی تھا۔ جس کا نیچے کا آدھا دھڑ بالکل اپاہج اور ناکارہ تھا۔ جو بیساکھیوں کے سہارے اچھلتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا بلکہ گھسٹتا ہوا۔ بس کے اندر داخل ہوا۔ اور میرے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے لگا۔ میں حیران و ششدر رہ گیا۔ جب اس نے میرے ساتھ نہایت شستہ انگریزی میں بات شروع کی۔ اس نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جا رہے ہیں؟ باتوں باتوں میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک قریبی ہائی سکول میں اسلامیات کا معلم ہے اگرچہ وہ جسمانی طور پر نہایت معذور تھا۔ مگر اس کا دل و دماغ چودھویں رات کے چاند کی طرح صاف اور منور تھا۔

اس نے مجھے بتایا کہ مذہب اسلام میں تمہیں مکمل ضابطہ حیات اور زندگی کی گتھیاں حل ہو سکتی ہیں اور خدائے لاشریک کی عبادت سے تمہیں سکون قلب بھی نصیب ہوگا۔" اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام کے متعلق میں نے پہلے بھی کچھ باتیں سنی تھیں لیکن کسی راسخ العقیدہ شخص سے ہرگز نہیں۔ ایک معذور آدمی کی باتوں میں حلاوت ہی کچھ اور تھی۔ اس معذور آدمی سے اللہ تعالیٰ اور پیارے رسول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتوں کو سن کر مجھے روشنی دکھائی دینے لگی۔ میں وہ لمحات کبھی نہیں بھولوں گا۔ جب وہ باتیں کر رہا تھا تو اس کی باتیں براہ راست میرے دل میں اتر رہی تھیں۔ ایک معذور اور حقیر سا آدمی مجھے مکمل ضابطہ حیات کی باتیں سنا رہا تھا۔ اور میں ایک مضبوط ہٹا کٹا تندرست نوجوان تاریک زندگی کی بھول بھلیوں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ میں کن اندھیروں میں مبتلا ہوں۔ اور وہ کن اجالوں میں آزاد ہے۔ اتنے میں بس اس کے گاؤں کے قریب پہنچی۔ میں نے اسے خدا حافظ کہا پھر اس سے کبھی ملاقات نہ ہو سکی۔ بالآخر بس کا آخری اڈا آ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں۔ میں بس سے اتر کر سب سے پہلا شخص جو ملا اس کے پاس گیا۔ یہ ایک آدمی سڑک کے کنارے پھل بیچ رہا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس کی انگریزی ٹوٹی پھوٹی تھی۔ اور میں بھی پشتو سے نابلد تھا۔ مگر وہ میرا مطلب فوراً سمجھ گیا۔

اس نے پڑھا:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور مجھے اپنے ساتھ پڑھنے کو کہا۔ جونہی میں نے یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے کندھوں سے بھاری بوجھ اتر گیا۔ جسے کئی سالوں سے اپنے کندھوں پر اٹھائے پھر رہا تھا۔

میرے اسلام قبول کرنے کی بنیادی طور پر یہی کہانی ہے۔

(بنیادی طور پر اس لئے کہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی کارسازی کی تکمیل چند الفاظ میں بیان کرنے کا اہل نہیں ہوں) اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مجھے میرا ہمسفر دوست بھی وہیں مل گیا۔ اور ہم نے السلام علیکم کہہ کر ایک دوسرے کا استقبال کیا۔ کیونکہ اسے بھی اسلام کا راستہ مل گیا تھا۔ علاوہ ازیں دو اور سیاح (جن سے ہماری وادی سوات میں ملاقات ہوئی تھی) ایک برطانوی نوجوان اور دوسری فرانسیسی عورت نے تھوڑی دیر بعد دین اسلام کی شمع سے اپنے تاریک دلوں میں اجالا کیا۔ اور اسلام قبول کر کے عظیم نعمت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور انہیں اس لازوال نعمت سے نوازے رکھے آمین، اور جو ابھی تک تاریکی میں بھٹکے ہوئے ہیں انہیں بھی شمع ہدایت راستہ دکھائے (آمین ثم آمین)

قبول اسلام سے لیکر گذشتہ تین سال کے دوران تک کئی لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ بحیثیت مسلمان تم کیا محسوس کرتے ہو؟ اور سب سے زیادہ تمہیں کس چیز نے متاثر کیا؟ اور اسلام کی کون سی بات زیادہ پسند ہے؟ میں نے انہیں جواب دیا کہ اگرچہ یہ راستہ میرے لئے اتنا سہل نہیں تھا۔ مگر گذشتہ تین سالوں میں میری زندگی میں مجھے انتہائی حیران کن روحانی تسکین حاصل ہوئی۔ رب غفور رحیم کا دل کی گہرائیوں سے شکر گذار ہوں۔ کہ مجھ جیسے بھٹکے ہوئے ادنیٰ اور حقیر انسان کو اپنی کرم نوازی سے گھٹا ٹوپ تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسلام کی کونسی بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ میں اس کا جواب صرف ایک لفظ میں دیتا ہوں۔ اور وہ لفظ توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کتنی چاشنی ہے۔ اس لفظ میں۔ کس قدر لذت ہے؟ ایک خدائے لاشریک کی عبادت سے وہ حقیقی سرور حاصل ہوتا ہے۔ کہ میں بھی اپنے آپ کو ایک مکمل انسان سمجھنے لگا ہوں۔ جسم اور دماغ دونوں کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ سے لو لگانے سے جیسا کہ ہم نماز میں کرتے ہیں یعنی خشوع و خضوع کے ساتھ۔ تو مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ میرے جسم اور دماغ دونوں میں بھی ہم آہنگی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اتحاد روح کی بالیدگی کا باعث ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ جسے چاہے بے حساب دیتا ہے۔

ویؤتی من یشاء بغیر حساب جیسا کہ اسلام میں دینی و دنیوی زندگی کے پہلوؤں میں کوئی امتیاز نہیں۔ یہ رہبانیت نہیں سکھاتا۔ یہ تو واقعی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ مجھے بھی مخلوق خدا میں ہم آہنگی اور اتحاد نظر آنے لگا ہے۔ اور مظاہر فطرت ہر جگہ خالق کائنات کی رحمت اور طاقت کے مظہر دکھائی دینے لگے ہیں۔ میں دنیا بھر کے تقریباً ستر کروڑ مسلمانوں، عورتوں، اور بچوں کے ساتھ نماز پنجگانہ میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرتا ہوں تو میں اپنے آپ کو بنی نوع انسان کے اس عظیم خاندان کا فرد محسوس کرتا ہوں۔ جس میں سلطنتوں کی حدود انسان رنگ و نسل کا فرق معاشی، معاشرتی اور سیاسی اونچ نیچ اور ذاتی دلچسپیاں یا ایسی عنوانوں کا کوئی امتیاز نہیں۔ سب اللہ کے بندے ہیں۔ اور آپس میں بھائی بھائی ہیں:۔

انما المومنون اخوۃ ط

میرے بھائیو اور بہنو میرا یہ آخری تاثر اسلام کا مثالی دین ہونے پر مبنی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ آؤ اس عظیم اسلامی خاندان اس عظیم امت مسلمہ میں حقیقی اسلام کی روح پھونک دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اور نہیں ہے کوئی ہمت اور نہیں ہے کوئی طاقت سوائے اللہ تعالیٰ کے جو نہایت اعلیٰ و عظیم ہے۔

قول علیؓ

فرمایا زہد کا لوگوں سے مخفی رکھنا سب سے بڑا زہد ہے
ارشاد فرمایا عاقل کی زبان اس کے دل کی تابع ہوتی ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کے تابع یعنی دانا سوچ سمجھ کر بولتا ہے اور بے وقوف بے سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دیتا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی

تحریر: محمد اقبال حیدرآباد

عائشہؓ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، اُم عبداللہ کنیت۔ قریش خاندان بنو تیم سے تھیں۔

سلسلہ نسب: عائشہ بنت ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی والدہ کا نام: اُم رومانؓ بنت عامر تھا اور وہ بھی جلیل القدر صحابیہ تھیں۔

حضرت عائشہؓ بعثت نبویؐ کے چار سال بعد ماہ شوال میں پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہ پیدائشی مسلمان تھیں ان سے روایت ہے کہ "جب میں نے اپنے والدین کو پہچانا انہیں مسلمان پایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر روز اوّل سے کفر و شرک کا سایہ تک نہ پڑا۔

حضرت عائشہ اُم المومنین ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے دسویں سال ماہ شوال ہجرت کے تین سال قبل نکاح فرمایا۔ حضرت خولہؓ بنت حکیم تحریک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضرت عائشہؓ کے لئے پیغام بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بھائی تھے۔ تعجب سے پوچھا "کیا بھائی کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے؟ خولہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ابوبکرؓ میرے دینی بھائی ہیں۔ اور ایسے بھائیوں کی اولاد سے نکاح ہو سکتا ہے۔ جناب ابوبکر صدیقؓ کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کونسی بات تھی کہ ان کی بیٹی رحمت للعالمین کے نکاح میں آتے۔ فوراً راضی ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ کا نکاح پڑھا پانچ صد درہم حق مہر مقرر ہوا۔

ایک دفعہ شوال کے مہینے میں عرب میں طاعون کی خوفناک وبا پھیلی تھی جس نے ہزاروں گھروں کو ویران کر دیا تھا۔ اس وقت سے شوال کا مہینہ اہل عرب میں منحوس سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ اس مہینے میں خوشی کی تقریب کرنے سے احتراز کرتے تھے۔ حضرت عائشہ کا نکاح بھی شوال میں ہوا اور رخصتی بھی چند سال بعد شوال ہی میں ہوئی اس وقت سے ماہ شوال کی نحوست کا وہم لوگوں کے دلوں سے دور ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کی بشارت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ہو چکی تھی۔ آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص ریشم میں لپٹی ہوئی کوئی چیز آپؐ کو دکھا رہا ہے۔ اور کہتا ہے یہ آپؐ کی ہے۔ آپؐ نے کھولا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیلؑ سبز ریشم کے کپڑے میں آنحضرتؐ کے پاس حضرت عائشہؓ کی صورت میں لے کر آتے اور عرض کیا، یارسول اللہ! یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہیں

وازوجہ امہاتھم ؛ ترجمہ: اور اس کی عورتیں اُن (مومنین) کا مائیں ہیں۔ (قرآن)

قابل غور بات ہے جن کو اُمہات المومنین کہا گیا ہے۔ اور جو طیبات کا مصداق ہوں اور عالم تقدیر میں منتخب ہو چکی ہوں پھر ان کو مجروح اور مطعون کیا جائے اور ان پر افترا بازی کی جائے حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر داغ دھبہ لگانا آنحضورؐ کی ذات اقدس پر طعن کے مترادف ہے۔ اب جو لوگ ازواج مطہرات سے عداوت رکھتے ہیں۔ درحقیقت وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتے ہیں۔ جس ذات قدسی صفات کو رسولوں میں سے منتخب رسول خدا اسی طرح عالم تقدیر میں اُس کی زوجیت کے لئے بھی عورتوں کا انتخاب ہو چکا تھا۔ — پیغمبر کی زوجہ معصوم و مطہرہ ہوتی ہوتی ہیں۔

حضرت عائشہ کا نکاح انتہائی سادگی سے ہوا۔ وہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں اپنی ہمجولیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی مجھے اس نکاح کا حال تک معلوم نہ ہوا۔ تا آنکہ میری والدہ نے مجھے گھر سے باہر نکلنے سے منع کر دیا۔

۱۳ھ بعد بعثت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ پہنچ کر حضورؐ اور ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ پہنچ کر حضورؐ اور ابوبکر صدیقؓ نے حضرت زید بن حارثؓ کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہراؓ، حضرت اُم کلثومؓ، حضرت سودہؓ بنت زمعہ، اُم ایمن اور اُسامہ بن زید تھے اور عبداللہ بن اریقط کے ہمراہ عبداللہ بن ابوبکر، اُم رومان، عائشہ صدیقہؓ اور اسماء بنت ابوبکرؓ تھیں۔

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ محلہ بنو حارث بن خزرج میں اپنے والد محترم کے گھر اتریں۔ مدینہ کی آب و ہوا شروع شروع میں مہاجرین کو موافق نہ آئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سخت بیمار ہو گئے۔ حضرت عائشہ نے محنت ہی سے تیمارداری کی جب وہ صحت یاب ہو گئے تو وہ خود بیمار ہو گئیں۔ مرض کا حملہ اتنا شدید تھا کہ سر کے بال گر گئے تاہم جان بچ گئی۔ جب صحت بحال ہوئی تو صدیق اکبرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! عائشہ کو آپ رخصت کیوں نہیں کرا لیتے۔ فرمایا: "فی الحال میرے پاس مہر نہیں ہے۔ صدیق اکبرؓ نے اپنے پاس سے پانچسو درہم حضور اکرمؐ کی خدمت میں بطور قرض حسنہ پیش کئے۔ جو آپؐ نے قبول فرما لیے۔ اور وہی حضرت عائشہ کے پاس بھیج کر انہیں شوال ۱ھ میں رخصت کرا لیا۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو سال تھی۔

حضرت عائشہ اپنی رخصتی کے واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا کرتی تھیں، "میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ کہ میری والدہ نے آ کر مجھے آواز دی مجھے خبر نہ تھی کہ کیوں بلا رہی ہیں۔ میں ان کے پاس پہنچی تو میرا ہاتھ پکڑ کے چلیں اور مجھے گھر کے دروازے کے اندر کھڑا کر دیا اس وقت ان کے اچانک بلانے سے میرا سانس پھول گیا تھا۔ ذرا دیر کے بعد ٹھکانے آیا۔ گھر کے اندر دروازہ کے پاس میری والدہ نے پانی لے کر میرا منہ اور سر دھویا۔ اس کے بعد مجھے گھر کے اندر داخل کر دیا وہاں

انصار کی عورتیں بیٹھی تھیں۔ انہوں نے دیکھتے ہی کہا "تمہارا آنا خیر و برکت پر ہے اور فال نیک ہے۔ پھر عورتوں نے میرا بناؤ سنگار کر دیا (اس کے بعد وہ عورتیں علیحدہ ہوگئیں) اور اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے یہ چاشت کا وقت تھا۔ آپ نے مجھ سے اسی گھر میں خلوت خاص کی۔ میرے لئے نہ اونٹ ذبح کیا گیا اور نہ بکری۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس حسب عادت حضرت سعد بن عبادہ رضؓ نے کھانے کی وہ بڑی لگن بھیجی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کرتے تھے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ مکارم اخلاق اور جمالیاتی محاسن کی پیکر تھیں ان کا ذوق لطیف و پاکیزہ عقل سلیم و رسا اور فکر ارفع و اعلیٰ تھا۔ ان کی زندگی عفت و حیا اور فراست و فقاہت کے محاسن سے مزیّن تھی اور سب سے بڑھ کر یہ وہ اپنے مزاج دانِ رسول تھیں انہیں آپ سے والہانہ محبت تھی۔ غرض ان میں وہ سب خوبیاں تھیں۔ جو ایک مثالی شوہر کی مثالی بیوی میں ہونا چاہییں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ عمر بھر آپ کی مسرورِ محبت رہیں تحریک اسلام کے حوالے سے حضرت اُم المومنین کا یہ وصف اور کردار یقیناً گراں قدر اور قابلِ ستائش ہے۔ کہ بحیثیت جیتی بیوی نے انہوں نے تحریک اسلام کے کاموں میں آپ کی دلچسپی اور مشغولیت سے کبھی بُرا نہ مانا بلکہ آپ سے ہر معاملہ میں پورا پورا تعاون کیا۔ حتیٰ کہ فراق ابدی کے بعد بھی اس نابغہ روزگار اُم المومنین نے تحریک اسلام میں بڑے ذوق و شوق سے آخر دم تک حصہ لیا۔

حضرت عائشہ رضؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ رات کے وقت اُٹھ کر کہیں تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضؓ کی آنکھ کھلی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا تو سخت پریشان ہوئیں دیوانہ وار اُٹھیں اور ادھر اُدھر اندھیرے میں ٹٹولنے لگیں آخر ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ملا تو آپ سربسجود یاد الٰہی میں مشغول ہیں۔ اس وقت انہیں اطمینان ہوا

حضرت عائشہ رضؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبت تھی۔ حقوق کی ادائیگی میں تو آپ سب کو برابر رکھتے تھے لیکن جو قلبی محبت و رحجان غیر اختیاری ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ سے زیادہ تھی۔ اسی وجہ سے آپ نے دعا کی اے اللہ میرے اختیار کی چیزوں میں یہ میری (برابر والی) تقسیم ہے۔ لہذا مجھے اس چیز پر ملامت نہ کیجیئے کہ جس کے آپ مالک ہیں۔ اور میرے قبضے کی نہیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ پانی مانگا عائشہ صدیقہ رضؓ نے پیالے سے پانی پیا۔ وہی پانی حضورؐ نے نوش کیا۔ تو جہاں سے جس جگہ پیالے کے کنارے کی جس جگہ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے منہ رکھا تھا۔ امام الانبیاءؐ نے اپنا منہ مبارک اُسی جگہ پر رکھ کر پانی پیا۔ کتنا پیار تھا آپس میں۔

حضرت عائشہ رضؓ کے شاگرد حضرت مسروق تابعیؒ جب ان کے واسطے سے حدیث سناتے تو بیان فرماتے یوں فرماتے "مجھ سے روایت کی سچ بولنے والی نے جو صدیق اکبر رضؓ کی بیٹی اور محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبوب تھیں۔

بروایت قاسمؒ بن محمد بن ابی بکر رضؓ خود حضرت عائشہ رضؓ فرمایا کرتی ہیں کہ میں فخر نہیں کرتی بلکہ بطور واقعہ سے کہتی ہوں کہ اللہ نے مجھ کو چند باتیں ایسی عطا کی ہیں۔ جو دنیا میں میرے سوا کسی کو نہیں ملی۔

۱۔ صرف میں ہی کنوارپن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی۔

۲۔ جبرائیل امین میری شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور کہا عائشہ رضؓ سے شادی کر لیجئے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے آیت برات نازل فرمائی۔

۴۔ میرےؓ ماں باپ دونوں مہاجر ہیں۔

۵۔ میں حضورؐ کے سامنے ہوتی اور حضورؐ نماز میں مصروف ہوتے تھے۔

۶۔ میں اور رسول کریمؐ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

۷۔ نزول وحی کے وقت ازواج میں سے صرف میں آپ کے پاس ہوتی تھی۔

۸۔ جس دن میری باری تھی۔ اسی دن رسول پاکؐ نے رحلت فرمائی۔

۹۔ جب سرورِ کائناتؐ کی روح پاک نے عالم قدس کی طرف پرواز کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک گود میں تھا۔

۱۰۔ میرے حجرے کو رحمت للعالمینؐ کا مدفن بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱۱۔ میں نے جبرائیلؑ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپؐ کے پاس میرے اور فرشتوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔

حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مرد بہت کامل ہوئے اور عورتوں میں صرف مریم بنت عمران (حضرت عیسیٰؑ کی والدہ) اور فرعون کی بیوی آسیہ کامل ہوئیں اور عائشہ رضؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے۔ جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم طہارت میں بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اور اپنی مسواک بار بار دھلواتے تھے۔ اس خدمت کی انجام دہی حضرت عائشہ رضؓ کے سپرد تھی۔

ایک دفعہ حضورؐ کمبل اوڑھ کر مسجد میں تشریف لائے ایک صحابی نے عرض کی "یا رسول اللہ! اس پر دھبے نظر آتے ہیں۔" آپؐ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے کٹورے میں پانی منگایا۔ خود اپنے ہاتھ سے داغ دھوئے۔ اس کے بعد کمبل خشک کر کے آپ کی خدمت میں واپس بھیجا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھتے یا احرام کھولتے تھے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ جسم مبارک میں خوشبو لگاتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ سید دو عالمؐ کے سامنے تہجد کی نماز کے وقت سو جاتی تھی اور میرے پاؤں آپؐ کے سامنے سجدہ کی جگہ پھیل جاتے تھے۔ لہذا جب آپؐ سجدہ میں جاتے تو میرا پاؤں ٹھونک دیتے تھے میں پاؤں سکیڑ لیتی تھی۔ اور جب آپؐ سجدہ سے کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امینؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آنحضرتؐ کے

ذریعے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام پہنچایا انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا۔ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت عائشہ نے ۹ برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارے اور آپ سے خوب ہی علوم حاصل کئے۔ حضرت امام زہری رحؒ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی تمام بیویوں اور ان کے علاوہ بھی باقی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے۔ تو حضرت عائشہ کا علم سب کے علم سے بڑھا ہوا رہے گا۔

رحلت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حضرت عائشہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ ۴۸ سال انہوں نے عالم بیوگی میں گزارے۔ اس تمام عرصہ میں وہ تمام عالم اسلام کے لئے رشد و ہدایت علم و فضل اور خیر و برکت کا مرکز بنی رہیں۔ ان سے (۲۲۱۰) دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ احکام شرعیا ایک چوتھائی حصہ حضرت عائشہ رضہ سے منقول ہے۔ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بڑی فیاضی اور مستعدی سے علم دین کی اشاعت کی اسے خوب پھیلایا۔ ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتیں۔ ایام حج ان کا خیمہ کوہ حرا اور ثبیر کے درمیان نصب ہوتا وہاں وہ حلقہ درس قائم کرتیں۔ اور تشنگان علم جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل پوچھتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔ اپنے والد کے زمانہ میں مفتی ہو گئی تھیں بڑے بڑے صحابہ بھی ان سے دینی معلومات حاصل کیا کرتے تھے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا قول ہے کہ میں نے قرآن و حدیث فقہ، تاریخ اور علم الانساب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت معاویہ رضؓ کا قول ہے کہ ہم حضرت عائشہ سے زیادہ بلیغ زیادہ فصیح اور زیادہ تیز فہم کوئی خطیب نہیں دیکھا۔

حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جب بھی کوئی الجھن پیش آئی اور اس سے متعلق حضرت عائشہ سے سوال کیا۔ تو اس سے متعلق ضرور معلومات ملیں۔ حضرت عائشہ کے تلامذہ اور مستفیدین کی تعداد دو

باقی صفحہ ۲۳ پر

تحریر: خالد متین۔ ننکانہ

فیشن پرستی کا ذمہ دار کون؟

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
گو خوب کہتا ہوں کہ یہ زہر ہے قند ہے
کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

فیشن پرستی کا ذمہ دار میرے خیال میں عورت انہیں مرد بلکہ نہیں یہ سوسائٹی ہمارا معاشرہ ہمارا اسٹیٹس ہے۔ ہر کوئی یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ عورت کو فیشن کی طرف لانے والا مرد ہے کیونکہ بناؤ سنگھار کے بغیر عورت مرد کی نظروں میں بالکل وقعت نہیں رکھتی اس کی مثال ہمارے سامنے ہے جو لڑکیاں بن ٹھن کے محفلوں میں جاتی ہیں بازاروں میں پھرتی ہیں وہ مردوں کی منظور نظر ہوتی ہیں۔

> **عورت کے سر پہ چادر اس کے تقدس کی علامت ہے۔ مگر آج کی عورت کو دوپٹہ کی پرواہ تک نہیں**

بہ نسبت اس کے کہ سیدھی سادھی عورتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے اس چیز سے عورت مجبور ہوتی ہے اور پھر وہ اس نام نہاد سوسائٹی میں اپنا مقام پیدا کرنے کے لئے فیشن کی طرف مائل ہوتی ہے پھر عورت ایک ماڈل گرل بن جاتی ہے بقول شاعر ؎

بن جائے گا کس رخ پاؤڈر کا یہ جہاں
عورت کو تو زیب رت بنا کے دیکھ

سب سے زیادہ فیشن پرستی کا ذمہ دار ہمارا یہ معاشرہ ہے ہماری اپنی یہ بنائی ہوئی نام نہاد سوسائٹی ہے یہی وہ معاشرہ ہے یہی وہ سوسائٹی ہے جس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے عورت فیشن کرتی ہے مرد فیشن کرتا ہے کیا آپ لوگ اسے فیشن کہیں گے نہیں: ۔ یہ عریانی اور ننگا پن ہے اس معاشرہ میں اپنا نام پیدا کرنے کے لئے عورت اپنے جسم کی نمائش کرتی ہے مرد اپنے جذبوں کی قیمت چکاتے ہیں یہ سراسر عریانی ہے ننگا پن ہے جس کو آج کے دور میں فیشن کا نام دیا جاتا ہے بناؤ سنگھار تو ہر خاتون اپنے اپنے دور میں دلدادہ رہی ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ۵۰ فیصد حسن خدا خود دیتا ہے اور ۵۰ فیصد انسان خود زیبائش سے پیدا کرتا ہے لیکن فیشن اپناتے ہوئے مشرقی۔ معاشرتی اور اسلامی اقدار کو مدنظر رکھنا چاہیئے اسلام کے مطابق عورت حسن و حیا کا پیکر ہے یہ نہ ہو کہ حسن کے آتے ہی حیا رخصت ہو جائے

یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ بناؤ سنگھار عورت کی فطرت ہے عورت کا حق ہے قرآن کی سورہ بقرہ میں خدا نے خود عورتوں کے بناؤ سنگھار عورت طرف اشارہ کیا ہے لیکن بناؤ سنگھار اور فیشن میں بڑا فرق ہے کیا یہ صحیح ہے کہ مغرب کی اندھی تقلید کو فیشن کہتے ہیں مغرب کی عورت کو حسن تو دیا گیا مگر حیا سے محروم رکھ کر اس کی نسوانیت کی جھلک کو ماند کر دیا گیا ہے

آج کی عورت کے لئے عورت کا لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ لفظ عورت کے معنی پردہ کے ہیں اور آج کی عورت کو پردہ کی پرواہ نہیں۔

آج کی عورت چوکہ چست لباس اور رسمی سا دوپٹہ گلے میں ڈالے بازار جاتی ہے محفلوں میں جاتی ہے اور پھر وہ اس کو فیشن کا نام دیتی ہے کسی حدیث میں لکھا ہے کس آیت میں لکھا ہے کہ اللہ کی بنائی ہوئی چیز کو تراش خراش کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھالا جائے عورت مان بڑھاتی ہے مردوں جیسے بال رکھ کر فخر محسوس کرتی ہے فیشن تو ہر دور میں کیا گیا مگر آج کے دور کا فیشن محض فیشن نہیں بے حیائی اور عریانی کی علامت ہے

کل کی عورت کے بال بجائی سے بھی چھپے ہوئے تھے
مگر آج کی عورت بیچ چوراہے پہ بال کٹوانا باعث فخر سمجھتی ہے گو کہ خوبصورتی سے تراشے ہوئے بال اس کے حسن میں اضافہ ضرور کرتے ہیں مگر یہ حسن تو آنچل کے مول ملتا ہے

عورت کے سر پہ چادر اس کے تقدس کی علامت ہے
مگر آج کی عورت کو دوپٹہ کی پرواہ تک نہیں
بے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی

نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد

فطرتاً ایک مرد سادگی پسند ہوتا ہے اب دیکھئے کہ ایک عورت جو کہ ایک محفل کی جان ہوتی ہے عریانی اور فحاشی کی مکمل تصویر ہوتی ہے مرد اسے دیکھ کر لطف اندوز تو ہو سکتا ہے اپنے جذبوں کی تسکین تو کر سکتا ہے مگر اسے اپنے گھر کی زینت نہیں بنا سکتا در اصل وہ فطرتاً سادگی پسند ہوتا ہے اور چادر اور چار دیواری کو پسند کرتا ہے لیکن آج وہ بھی معاشرہ کے تقاضوں کے بہاؤ میں بہہ چکا ہے

تقریباً تمام حضرات کے بال بڑھے ہوتے ہیں داڑھی رکھنا سنت رسول ہے مگر یہ بطور فیشن اسے رکھیں گے یا پھر جھٹ کر صاف سے صاف تر کرنے کی فکر میں مگن ہو جائیں گے آج کل کے دور کے نوجوان ریشمی کپڑا پہننا باعث فخر سمجھتے ہیں اور پھر پیلے، نیلے اور سرخ کپڑے پہن کر گلے میں زنجیری لٹکا کر لڑکیوں جیسا آواز بنا کے گردن اکڑائے ہوئے چلتے ہیں ایسے مرد کو سوسائٹی کی کریم کہا جاتا کیا یہ میک اپ زدہ چہرے والے لڑکیوں جیسی ادائیں ظاہر کرنے والے پاکستان کا دفاع کر سکیں گے جو کہ سچے خیال میں اپنا بچاؤ نہیں کر سکتے۔

طالب علم جنہیں قوم کا معمار کہا جاتا ہے عریانی اور فیشن کا سہارا اجاگر ... کے سر پر بول رہا ہے وہ دن دور نہیں جب پاکستان ایک فیشن پرست ملک اور ایک کھوکھلی سوسائٹی بن جائے گا۔

دیکھیے پہلے وقت کی مائیں خالد بن ولید، طارق بن زیاد محمد بن قاسم جیسے بہادر اور غیور اور علامہ اقبال جیسے مفکر پیدا کرتی تھیں مگر آج کل کی ماں صرف وحید مراد اور امیتابھ بچن پیدا کر رہی ہے یہ ایسا دور ہے جب ماں بچے کو پاپ میوزک پہ تھرتھراتا دیکھ کر خوش ہوتی ہے تو بتائیں یہ ماں پاکستان کے لئے کیا پیدا کرے گی وہ ماں بچے کو کیا تعلیم دے گی بقول شاعر

ع جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن

کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

میرے خیال میں یہ مرد، عورت اور معاشرہ ہی اس بے راہ روی کا عریانی کا فحاشی کا، فیشن کا ذمہ دار ہے ہمیں چاہئے کہ فیشن کو تہذیب کا پابند بنائیں نہ کہ تہذیب کو فیشن کا پابند۔

باقی صفحہ ۲۴ پر

یادِ رفتگاں

از مولانا عبداللہ صاحب جگر

فقیہ الملۃ والدین مجاہد ختم نبوت

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے سادات قندھار کے قبیلہ لینن زئی کو یہ شرف عطا فرمایا کہ اس میں حضرت مولانا سید احمد گل شاہ صاحبؒ جیسے ولی کامل اور اجل عالم ہوئے جن کے فیوض و برکات سے ایک دنیا مستفیض ہوئی۔ سادات کا یہ قبیلہ ایک خانہ بدوش قبیلہ تھا۔ جو گرمیوں کے چار مہینے نواح قندھار میں خیمہ زن ہوتا۔ اور سردیوں کے چھ مہینے پنیالہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں قیام کرتا۔ دو مہینے آمد و رفت میں لگ جاتے۔ حضرت شاہ صاحب کا بھی یہی معمول رہا۔ آپ تصوف کے چاروں سلسلوں کے مجاز

> آپ نے مرزا ناصر پر جرح کر کے اس کو مبہوت کر دیا۔ جو ارکان اسمبلی اس سے پہلے مرزائیوں کے کفر کے قائل نہ تھے۔ جرح کے بعد ان کے کفر کے قائل ہو گئے۔

تھے۔ مگر اپنے مشائخ کے طریقہ کے مطابق سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیمات کو فروغ دیا۔ اسی سلسلہ میں بیعت فرماتے اور طالبین کو علم دیتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ علوم دینیہ کی تعلیمات کو فروغ دیا..... آپ نے ہمیشہ علوم دینیہ کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ درویشوں اور طالب علموں کی ایک بڑی جماعت آپ کے ساتھ رہتی۔ ایک قافلہ ایک چلتی پھرتی خانقاہ اور خانہ بدوش مدرسہ تھا۔ پنیالہ کے علاقہ میں آپ کے متوسلین کا سلسلہ بہت وسیع تھا۔ پنیالہ کے رئیس شہاب الدین خان بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ ایک دفعہ سردیاں گزار کر حضرت قندھار کی طرف کوچ کی تیاری میں تھے۔ کہ سخت بیمار ہو گئے۔ نقاہت اتنی زیادہ ہو گئی کہ سفر کے قابل نہ رہے۔ اور سفر ملتوی کر دیا شہاب الدین خان نے موقعہ غنیمت سمجھا۔ اور پنیالہ میں مستقل قیام کی درخواست پیش کر دی۔ آپ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ خان صاحب نے پنیالہ سے چار فرلانگ شمال کی طرف ایک قطعہ اراضی آپ کے لئے مختص کر دیا۔ آپ نے ذاتی مکانات، مسجد طلباء اور ذاکرین کے لئے حجرے تعمیر کرائے۔ اور اس سرزمین کو اپنا وطن بنا لیا۔ آپ کے آٹھ صاحبزادے تھے۔ جن میں سے چار آپ کے پاس رہے اور چار نے کچھ عرصہ خانہ بدوشی کی زندگی گذاری اور پھر قندھار میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا سید عبدالحلیم صاحبؒ جانشین ہوئے۔ آپ کے ایک فرزند سید عبدالعزیز شاہ آنکھوں سے نابینا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت میں بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ اپنے بھائی سے سلوک کی تکمیل کر کے اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور ۱۹۳۵ء میں اپنے بھائی صاحب کی اجازت سے ابا خیل بنوں ضلع میں قیام فرمایا۔ اور وہاں عمر بھر سلسلہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت فرماتے رہے۔

حضرت مولانا سید احمد گل شاہ صاحبؒ کے ایک مرید مولانا محمد صدیق صاحب تھے۔ جن کو خانقاہ اور متعلقین خانقاہ میں خلیفہ صاحبؒ کہا جاتا تھا۔ علاقہ قندھار کے افغان تھے۔ افغانوں کے مشہور خانہ بدوش قبیلہ ناصر سے تعلق تھا۔ کچھ عرصہ بعد طبیعت کا میلان ذکر و شغل کی طرف زیادہ ہو گیا۔ فردی کتابیں پڑھ لیں۔ اور پوری مستعدی سے اذکار و مجاہدات میں مشغول رہے۔ سلوک و تصوف کی منازل طے کر کے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اپنے شیخ سے ایسی محبت و عقیدت نصیب ہوئی کہ اپنی زندگی شیخ کے قدموں میں گذارنے کی ٹھان لی۔ اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا وصال ہو گیا۔ تو سلسلہ مجددیہ کے دستور کے مطابق اپنے شیخ حضرت مولانا سید عبدالحلیم شاہ صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی اور بدستور خانقاہ میں مقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب کو ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ شب دوشنبہ کو دوسرا فرزند عطا فرمایا۔ جس کا نام حضرت مولانا سید عبدالعلیم شاہ صاحب نے محمود تجویز فرمایا۔ یہ وہ سعادت مند اور بلند اقبال فرزند تھا۔ خانقاہ کے پاکیزہ ماحول میں آنکھیں کھولیں اور جہاں چار سو قال اللہ وقال الرسول اللہ کی صدائیں تھیں۔ مراقبات کے حلقے اور اہل اللہ کے تذکرے تھے۔ خدا طلبی کا ذوق اور روحانیت کا شوق تھا۔ اس پر انوار اور روح پرور فضا میں آپ کے دل و دماغ پر جو نقوش قائم ہوئے۔ وہ آپ کے شاندار مستقبل کے لئے بنیاد ثابت ہوئے۔

اسی زمانے کا قصہ ہے کہ خانقاہ کے ایک صاحب دل درویش آپ سے پیار کرتے تھے، آپ کو پنیالہ کے بازار میں اٹھا کر لے جاتے اور وہاں پر مٹھائی سے آپ کو کھلاتے۔ بعض لوگ کہتے آپ پیروں کے بچوں سے پیار نہیں کرتے۔ اور خلیفہ صاحب کے بچے سے اتنا پیار ہے۔ وہ جواب میں فرماتے کہ مجھے اس بچے کی پیشانی میں عظمت کی علامت معلوم ہوتی ہے۔"

• بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

چھ سال کے ہوئے تو آپ کو گورنمنٹ مڈل اسکول پنیالہ میں داخل کرا دیا گیا۔ ۱۹۳۲ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے والد صاحب اور ماموں مولوی شیر محمد صاحب پنیالوی سے قرآن مجید ناظرہ اور فارسی کی ابتدائی کتابیں بھی پڑھ لیں۔ پھر آپ کو ابا خیل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ جہاں آپ نے چند ہی اسباق پڑھے اور واپس خانقاہ پنیالہ میں آ گئے۔ یہاں دو سال میں اپنے والد صاحب اور اپنے بہنوئی شیر محمد قندھاری اور مولوی غلام رسول صاحب سے شرح جامی، ہدایہ اولین، حسامی اور سلم العلوم تک کتابیں پڑھیں۔ ان دنوں فنون کی تعلیم میں مدرسہ شاہی مراد آبادی کی شہرت تھی۔ غزنی کے مولانا عبدالغفور صاحب ترکی جو خانقاہ کے متعلقین میں سے تھے۔ اور بنوں کے مولانا نجیب نور صاحب بھی یہاں مدرس تھے۔ حضرت مولانا سید عبدالعلیم شاہ صاحب نے ۱۹۳۶ء میں اپنے صاحبزادوں بھتیجوں اور حضرت مفتی صاحب کو مراد آباد پڑھنے کے لئے بھیجا۔ مفتی صاحب ساتھیوں سے الگ ہو کر دیوبند چلے گئے، ابھی اسباق شروع نہیں ہوئے تھے۔ کہ خلیفہ صاحب کے فرمان پر موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ احمد صاحب نے آپ کو دیوبند سے مراد آباد لے جا کر شاہی مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ وہاں مسلسل چھ سال پڑھتے رہے۔ آپ کے ساتھ حضرت عبدالعلیم کے صاحبزادہ محمد صاحب، صاحبزادہ عبدالحمید صاحب اور سید عبدالعزیز شاہ صاحب کے فرزند صاحبزادہ یار محمد صاحب اور صاحبزادہ جان محمد صاحب بھی وہاں پڑھتے رہے ان سب حضرات نے وہاں چھ سال اکٹھے گذارے۔ سید عبدالعزیز شاہ صاحب آپ کو بھی اپنے صاحبزادوں کے برابر ہر ماہ رقم بھیجا کرتے تھے۔ آپ نے مراد آباد کے مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب سے علم و تجوید و قرأت بھی مکمل کیا تھا۔ آپ کے مشفق استاد مولانا سید محمد میاں صاحب نے اسی زمانہ میں اپنی معروف و مقبول کتاب "علمائے ہند کا شاندار ماضی" تالیف فرمائی تھی۔ آپ مسودات کی نقل و تصحیح وغیرہ میں ان کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ مراد آباد کے بعد آپ نے کچھ عرصہ امروہہ میں بھی حدیث پڑھی، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب محدث امروہی ضعف کی وجہ سے پڑھانا چھوڑ چکے تھے۔ مگر آپ کا امتحان لیکر حدیث کی سند اپنے دست مبارک سے لکھ کر عطا فرمائی۔ بشسنہ ۱۹۴۱ء میں آپ کی تعلیم مکمل ہوئی۔ اور وطن واپس آئے۔ حضرت مولانا سید عبدالعزیز شاہ صاحب کے فرمان پر مدرسہ معین الاسلام عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں تدریس شروع فرمائی۔ ابا خیل جا کر حضرت شاہ صاحب سے بھی بیعت ہوئے تدریس کے ساتھ اپنے وظائف بھی پورے کرتے اور ہر دوسرے ہفتے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں جا کر تین دن قیام کرتے تقریباً دس سال بعد سلاسل اربعہ میں شاہ صاحب سے مجاز ہوئے۔

آپ کی تجویز سے مرزائیوں کے دونوں گروپ (لاہوری) اور (قادیانی) غیر مسلم قرار دیئے گئے!

حضرت شاہ صاحب نے ابا خیل میں مدرسہ قائم کیا۔ اور ۱۹۴۵ء میں آپ کو مدرسہ میں بلایا۔ آپ نے ابا خیل میں پڑھانا شروع کیا۔ تو طلباء کا بہت زیادہ ہجوم ہو گیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے رفیق درس شاہ صاحب کے فرزند صاحبزادہ جان محمد صاحب بھی پڑھاتے تھے۔ دو سال بعد مدرسہ کے اخراجات پورے ہونا مشکل ہو گئے۔ اور اس مدرسہ کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مدغم کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ دارالعلوم کے مہتمم مولانا عبدالحق صاحب کو بلا کر مدرسہ کا سارا سامان ان کے حوالے کر دیا اور آپ پنیالہ آ گئے۔

اوائل ۱۹۴۷ء میں آپ کے سسرالی گاؤں عبدالخیل کے ایک محلے میں امام کی ضرورت پیش آئی تو حضرت شاہ صاحب نے وہاں آپ کو امام مقرر فرما دیا۔ آپ نے امامت کے ساتھ تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ایک مکان اور چھپر طالب علموں کی قیامگاہ اور درسگاہ تھے۔ کوئی فنڈ قائم نہیں کیا، محلہ والے طلباء کے لئے کھانا وغیرہ مہیا کر دیتے۔ اور آپ تو لوجہ اللہ تعلیم دیا کرتے تھے۔ خود بھی شروع میں ایک مستعار مکان میں رہے۔ بعد میں اپنا ذاتی کچا مکان تعمیر کرا لیا۔ اور عبدالخیل کو اپنا مستقل وطن بنا لیا...

عبدالخیل گاؤں ڈیرہ اسمٰعیل خان شہر سے کوئی پینتالیس میل کے فاصلہ پر ایک بے آب و گیاہ علاقہ میں ہے۔ جہاں شمال اور جنوب میں خشک پہاڑ اور درمیان میں ریت کے ٹیلے ہیں۔ پنیالہ کے علاوہ علاقہ میں نہ کوئی چشمہ ہے نہ کنواں، فصلوں کا انحصار بھی بارشوں پر ہوتا ہے۔ لوگوں نے گھروں میں پختہ تالاب تعمیر کر رکھے تھے۔ بارش ہو تو گھروں کے صحنوں اور چھتوں کا پانی ان میں جمع ہو جاتا ہے۔ تقریباً پانچ سال پہلے تک لوگ اسی پانی سے ضرورت پوری کرتے تھے۔ اگر کسی سال بارش نہ ہوتی اور تالابوں کا پانی ختم ہو جاتا تو عبدالخیل کے لوگوں کو سات میل دور پنیالہ سے اونٹوں پر لاد کر پانی لانا پڑتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کی زمانہ وزارت کی اسکیم پر ۱۹۷۵ء میں عمل درآمد ہوا۔ اور پنیالہ سے عبدالخیل تک منزل در منزل تالابوں کی تعمیر اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب سے پانی پہنچا دیا گیا۔ اس سے کچھ عرصہ سے ڈیرہ، بنوں اور ٹانک سو ڈیڑھ سو میل کا سفر پیدل یا اونٹوں پر ہوا کرتا تھا۔ اس دور افتادہ علاقہ میں ہونے کے باوجود آپ کی علمی قابلیت تدریسی مہارت کی شہرت دور تک ہو گئی تھی۔ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی انتظامیہ نے ۱۹۵۰ء میں منصب افتاء و تدریس کی پیشکش کی۔ آپ نے اپنے شیخ سید عبدالعزیز شاہ صاحب کی اجازت سے عبدالخیل کی امامت اپنے چھوٹے بھائی مولانا محمد صاحب کے سپرد کی۔ اور خود ملتان تشریف لے گئے۔ ملتان میں آپ کو مولوی محمود صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جہاں مدرسہ قاسم العلوم میں تدریس کے ساتھ مفتی کا منصب بھی آپ کو تفویض کیا گیا۔ اور مفتی صاحب کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ کو صدر مدرس، شیخ الحدیث اور ناظم تعلیمات بھی بنا دیا گیا۔

آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز دورانِ طالب علمی ہوا۔ جب آپ نے ۱۹۳۶ء کے انتخابات میں جمعیت علماء ہند کی حمایت میں کام کیا تھا۔ اور انتخابات کے سلسلے میں دور دراز علاقوں کے دورے کئے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ باقاعدہ جمعیت علماء ہند سے وابستہ ہوگئے۔ اور آپ کو آل انڈیا جنرل کونسل اور صوبہ سرحد ورکنگ کمیٹی کا رکن بنایا گیا۔ درس و تدریس کے ساتھ تحریک آزادی میں بھی برابر حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۴۶ء میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے صوبہ سرحد کا دورہ فرمایا تھا۔ آپ بھی جنوبی اضلاع میں ساتھ رہے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد ۱۹۵۲ء میں آپ نے اپنے رفقاء سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا۔ اور چھ مہینے ملتان جیل میں محبوس رہے۔ ۱۹۵۶ء میں علماء کنونشن بلانے کا فیصلہ ہوا۔ مجلس استقبالیہ کی تشکیل ہوئی، جس کی صدارت حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ نے منظور فرمائی۔ اور نظامت کی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی۔ حضرت لاہوریؒ اور آپ کی طرف سے دعوت نامہ جاری ہوا۔ ۸، ۹، ۱۰ کو کنونشن ہوا۔ جس میں مغربی پاکستان کے کئی سو علماء نے شرکت کی۔ اس کنونشن میں جمعیۃ علماء اسلام کی از سر نو تشکیل ہوئی۔ امیر حضرت لاہوری، نائب امیر آپ اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ منتخب ہوئے۔ اس انتخاب سے جمعیت علماء اسلام کا دور جدید شروع ہوا، اور یہ جماعت ایک فعال دینی و سیاسی جماعت کی حیثیت سے ابھری۔

آپ نے جمعیۃ علماء اسلام کی منصبی ذمہ داری کو بڑی خوبی سے نبھایا۔ ملک کے طول و عرض میں دورے کئے۔ ۱۹۵۶ء کے دستور پر تنقید و ترامیم دے کر اس کے خلاف اسلام دفعات کو بے نقاب کیا۔ ۱۹۶۲ء میں ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ایک نواب صاحب اور پیر صاحب زکوڑی کو شکست دے کر قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں عائلی قوانین کا مسئلہ پیش ہوا۔ تو آپ نے ان کے خلاف مدلل، مفصل تقریر فرمائی۔ جس میں ارکان اسمبلی ذہنی اور قلبی لحاظ سے آپ کے ہمنوا ہوگئے۔ اسپیکر نے اس تقریر کو اسمبلی کی بہترین تقریر قرار دیا۔ قاہرہ میں متعدد بار علماء کے عالمی اجتماعات کو خطاب کیا۔ آپ کے علمی تجربے، قوت استدلال اور سیاسی بصیرت نے دنیا کے علماء کو بہت متاثر کیا۔ ۱۹۶۸ء میں راولپنڈی میں علماء کا عالمی اجلاس ہوا۔ جس میں بعض لوگوں نے اپنے مقالوں میں کتاب و سنت کے خلاف نظریات پیش کئے۔

آپ نے جرأتمندی سے انہیں تو کا اور ان کی مدلل تردید کی۔ پورے اجلاس پر آپ کے علم کی دھاک بیٹھ گئی اور مسلم نما ملحدوں کو ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ۱۹۶۹ء کی گول میز کانفرنس میں علماء کے متفقہ بائیس نکات اور مسلمان کی تعریف دستور میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں ڈیرہ اسمٰعیل خان سے مسٹر بھٹو کو بھاری اکثریت سے شکست دے کر کامیاب ہوئے۔ ان انتخابات کے بعد بعض لیڈروں کی ہوس اقتدار نے ملک کو خطرات پیدا کر دیئے تو آپ نے اور حضرت مولانا غوث ہزاروی صاحب نے بکمال ملک کو ان خطرات سے بچانے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے اور خون خرابہ کے بعد سقوط مشرقی پاکستان کا حادثہ پیش آکر رہا۔

۱۹۷۲ء میں آپ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ بنے، اور حلف وفاداری اٹھاتے ہی صوبہ میں شراب پر مکمل پابندی عائد کر دی، پھر اردو کو سرکاری زبان اور شلوار قمیض کو سرکاری لباس قرار دیا۔ کالج کی ابتدائی کلاس میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید ناظرہ اور نماز با ترجمہ یاد ہونا لازمی ٹھہرایا۔ تجارتی قرضوں پر سود، قمار بازی، جہیز کی ممانعت اور احترام رمضان کے قوانین نافذ کئے۔ بعض لوگوں کے اصرار کے باوجود آپ نے اپنی کابینہ میں کسی عورت کو وزیر نہیں بنایا۔ عوام کے ملنے کے لئے دروازے کھلے رکھے۔ ایک عام افسر سے وزیر اعلیٰ کی ملاقات آسان تھی۔ نماز کا وقت ہوتا تو وزیر اعلیٰ کی قیامگاہ پر اذان ہوتی سب لوگ وزیر اعلیٰ کی اقتداء میں نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔ یہ منظر ایمان افروز اور سبق آموز ہوتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ نماز سے فارغ ہوتے اور وہیں امامت کے مصلے پر لوگوں نے درخواستیں پیش کرنا شروع کر دی۔

آپ نے وہیں بیٹھے اپنے دست مبارک سے احکامات تحریر فرما دیئے۔ مسٹر بھٹو نے صوبہ سرحد میں افراتفری پیدا کر کے آپ کی حکومت کو ناکام کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ آپ نے بہترین انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"میں نے نو مہینے کے عرصے میں ایک انچ زمین پر بھی دفعہ ۱۴۴ نافذ نہیں کی۔ اور میری پولیس کی بندوق سے کسی کی طرف ایک گولی نہیں نکلی"

آپ نے قومی اسمبلی میں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیاب نمائندگی فرمائی۔ اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے مرزائیوں کے موجودہ پیشوا مرزا ناصر کا بیان ہوا تو آپ نے جرح کر کے اس کو مبہوت کر دیا جو ارکان اسمبلی اس سے پہلے مرزائیوں کے کفر کے قائل نہ تھے وہ اس جرح سے قائل ہوگئے۔ اور آپ کی تجویز کے مطابق دستور میں ترمیم کر کے مرزائیوں کے دونوں گروہوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

پاکستان قومی اتحاد قائم ہوا تو آپ اس کے صدر بنائے گئے ۱۹۷۷ء کے انتخابات اور تحریک نظام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ نے حسن تدبر اور استقامت سے قیادت کی۔ اس کا موافق و مخالف کو اعتراف ہے۔

فوجی حکومت قائم ہوگئی۔ مگر آپ کو نصب العین کی لگن نے چین نہیں لینے دیا۔ اپنی بے پناہ سیاسی مصروفیات کے ساتھ تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس سال بھی بخاری شریف پڑھا رہے تھے۔ چند سال پہلے ترمذی شریف کی شرح عربی میں لکھنی شروع کی تھی۔ ۱۹۷۶ء میں ہری پور جیل اور سہالہ ریسٹ ہاؤس میں بھی کافی حصہ لکھا تھا۔ یہ شرح ابواب النذور والایمان تک ہو چکی تھی۔

۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو کراچی کے علماء کے سامنے عشر و زکوٰۃ آرڈیننس کے متعلق اپنا شرعی موقف بیان فرما رہے تھے۔ کہ پیغام اجل آپہنچا، جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ ۱۵ اکتوبر کو آپ کی پسند کے مطابق عبدالخیل کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

۱۹۵۰ء میں آپ کے والد صاحب اور ۱۹۶۱ء میں والدہ صاحبہ کا وصال ہوا۔ ۱۹۶۵ء میں چھوٹے بھائی مولانا ناظم صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے، اب آپ نے سفر آخرت فرمایا۔ اپنے پیچھے دو بیوائیں، پانچ بیٹے، تین بچیاں چھوڑیں۔ آپ کی شادی ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔ ۱۹۵۳ء میں آپ کے بڑے فرزند مولانا فضل الرحمٰن کی ولادت باسعادت ہوئی، ان کے بعد گھر میں ایسی بیماری شروع ہوگئی کہ بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے تھے ۱۹۶۰ء میں

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

امام المسلمین نعمان بن ثابت

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اموی خلیفہ منصور نے آپ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا تو امام اعظم نے صاف انکار کیا۔

تحریر: امین اللہ بڑیچ کوئٹہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ ذی الحجہ ۸۰ھ کو عراق کے شہر کوفہ میں پیدا ہوئے اُس وقت عہد خلافت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ آپ کا اصل نام نعمان تھا۔ نسلاً عجمی اور تعلق اہل فارس سے تھا۔ آپ نے حصول علم ۲۰ سال کی عمر میں شروع کی آپ کے اُستادِ محترم کا نام حضرت حماد بن سلمی رحمۃ اللہ علیہ تھا جن کی وفات کے بعد آپ اُن کے جانشین مقرر ہوئے اُس وقت اُس کی عمر ۴۰ سال تھی، اور بعض روایات کے مطابق ۳۰ سال تھی اوائل میں حضرت امام اعظمؒ نے امام شعبی کے کہنے پر علم الکلام حاصل کی۔ بعد میں ایک عورت تحصیل علم فقہ کا ذریعہ بنی، چنانچہ امام صاحب اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کرتے ایک عورت نے مجھے دھوکہ دیا اور ایک عورت نے مجھے زاہد بنایا۔ علم و ادب، علم انساب اور علم کلام کے بعد علم فقہ حاصل کی۔

ایک رات خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فرما رہے ہیں۔ اے ابوحنیفہ آپ کو خدا نے میری سنت کے زندہ رکھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ آپ عزلت گزینی اور گوشہ نشینی کا ہرگز قصد نہ کریں۔

امام صاحب نے بشارت پائی تو پوری جانبداری سے افادت و افاضت خلائق اور اجتہاد و استنباط مسائل شرعیہ میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ آپ کا مذہب دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل گیا۔

اسد بن عمر راوی ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور عموماً رات کو تمام قرآن مجید ایک رکعت میں پڑھ لیا کرتے تھے ظہر کے بعد قدرے نیند کر لیتے تھے۔ اور فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیام لیل و ظہر کے بعد نیند سے امداد طلب کر لیا کرو۔ رمضان المبارک میں معمول بدل جاتا ہے۔ ایک ختم القرآن رات کو اور ایک دن کو کر لیا کرتے تھے۔

آپ کو ریا کاری سے سخت نفرت تھی۔ حتی الامکان تنہائی میں عبادت کا اہتمام کرتے ایک دفعہ آپ امام ابو یوسف کے ہمراہ کسی راستے سے گزر رہے تھے۔ ایک آدمی نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ شخص امام ابوحنیفہ ہیں۔ جو تمام رات اللہ کی عبادت کرتے ہیں سوتے نہیں ان کی یہ آواز سنی تو فرمانے لگے سبحان اللہ آپ سنتے نہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں لوگوں میں کیسی کیسی باتیں پھیلادی ہیں اور یہ کس قدر بُری بات ہوگی کہ خود ہماری زندگی میں اس کے برعکس اعمال پائے جاتے ہیں۔

آپ حقوق العباد کا بہت خیال رکھتے تھے آپ کی عادات و اطوار کا اثر غیر مسلموں پر اس طرح اثر انداز ہوتا کہ وہ اسلام قبول کر لیتے امام فخر الدین راوی ہیں " امام ابوحنیفہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرض ہو گیا تھا۔ ایک دن امام صاحب اس مجوسی کے گھر مطالبہ زر کے لئے گئے۔ جب اس کے مکان کے دروازے کے نزدیک گئے تو امام صاحب کی جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی۔ آپ نے اس نجاست کو دور کرنے کے لئے جوتے کو جھاڑا تو کچھ نجاست اُڑ کر مجوسی مذکور کی دیوار کو لگ گئی اس صورت حال سے امام صاحب بہت رنجیدہ ہوئے دل میں کہا اگر میں اس کو ایسے ہی رہنے دوں تو یہ دیوار قبیح ہو جائے گی اور اگر اس کو کریدتا ہوں تو اس دیوار سے مٹی گر جائے گی اور مالک مکان کو نقصان ہوگا۔ چنانچہ آپ نے مجوسی کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا ایک لونڈی باہر آئی آپ نے اس کو کہا کہ وہ اپنے مالک کو خبر دے کہ ابوحنیفہ دروازے پر کھڑے ہیں۔ لونڈی کے اطلاع دینے پر مجوسی باہر نکلے تو قرض کے بارے میں عذر کرنا شروع کیا آپؒ نے اس دیوار کی نجاست کا قصہ بیان کر کے کہا اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمہاری دیوار صاف ہو جائے مجوسی نے امام ابوحنیفہ کا یہ ورع و تقویٰ اور زہد اور کمال احتیاط دیکھا تو اُسی وقت اسلام قبول کیا۔

حضرت امام اعظم نہایت عفت اور پاکیزہ کردار کے مالک تھے گناہوں کے پیش خیمہ ثابت ہونے والی عمل سے بہت دور رہتے امام محمدؒ لڑکپن میں بڑے حسین اور صاحب جمال تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی خدمت میں طالب علمانہ حیثیت سے آئے پہلی نظر جو پڑی غیر اختیاری تھی۔ اُس کے بعد اُن کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا جب اُن کو سبق پڑھاتے تو اُنہیں ستون کے پیچھے بٹھایا کرتے تھے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن پر نظر پڑ جائے۔

حضرت امام اعظم کو اللہ تعالیٰ نے اتنی ذہانت دی تھی کہ آپ کسی بھی مسئلہ کو چند لمحوں میں حل فرما دیتے تھے ایک دفعہ ایک شخص نے قسم اُٹھائی کہ رمضان کے ایام میں اپنی بیوی سے جماع کروں گا۔ اب اگر جماع کرتا ہے تو روزہ توڑنے کا کفارہ دینا ہوتا۔ اور جرم و سزا اور گناہ پر مستزاد۔ اور جماع نہ کرتا تو قسم کا کفارہ دینا پڑتا۔ یہ مسئلہ بہت سوں کے پاس لے لیا لیکن جواب کہیں سے بھی نہ ملا۔ بیچارہ بہت پریشان ہو چنانچہ ابوحنیفہ کے پاس آئے مسئلہ بیان کیا تو آپؒ نے ایک چٹکی میں مسئلہ حل کر دیا ارشاد فرمایا " میاں بیوی سفر پر روانہ ہو جائیں۔ رخصت سفر سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے روزہ نہ رکھے اور اپنا مقصد پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو ذکاوت، جودت طبع اور نقد افرینی کی اعلیٰ صلاحیتیں دی تھیں۔ حاضر جوابی میں اتنے بلند پایہ تھے کہ سائل نہ صرف خاموش بلکہ مطمئن ہو جاتا۔ ایک واقعہ ہے حضرت امام اعظم مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ مشہور صباقی مناظر شیطان طاق آپ کے پاس

حاضر ہوا اور کہا یہ بتایئے کہ لوگوں میں سب سے بڑا طاقتور اور اشد الناس کون ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اشد الناس حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمہارے نزدیک اشد الناس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں شیطان طاق سٹپٹایا اور کہا کہ تم نے بات اُلٹ کر دی۔ اصل میں ہمارے نزدیک اشد الناس کا مصداق حضرت علی اور تمہارے نزدیک ابوبکر صدیق ہیں۔ ابوحنیفہ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں۔ ہم جو حضرت کو اشد الناس قرار دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انہیں معلوم ہو گیا کہ خلافت کے استحقاق ابوبکر ہی کو حاصل ہے تو انہوں نے تسلیم کر لیا اور تمام عمر ابوبکر کی اطاعت کی اور تم لوگ کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا ابوبکر نے جبراً اُن سے یہ حق چھین لیا تھا۔ مگر حضرت علی کے پاس اتنی قوت اور طاقت نہ تھی کہ وہ ابوبکر سے واپس لے لیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک ابوبکر حضرت علیؓ سے زیادہ طاقتور رہے۔

شیطان طاق صاحب حضرت ابوحنیفہ کا یہ جواب سن کر لاجواب ہو کر بھاگ گیا۔

اسماعیل بن حماد جو امام اعظمؒ کے پوتے تھے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک شیعہ رافضی رہتے تھے۔ اُس کو صحابہ کرامؓ سے حد درجہ نفرت تھی۔ اُس کے پاس دو گدھے تھے۔ اُن میں ایک پر حضرت ابوبکر اور دوسرے پر عمر کا نام رکھا تھا۔ والعیاذ باللہ

ایک دن ان گدھوں میں سے ایک نے رافضی کو ایسی دولتی ماری کہ منحوس کی جان نکل گئی اور مر گیا۔ حضرت امام اعظم کو خبر ہوئی تو کہا کہ نام کا اثر کام میں ہوتا ہے۔ منحوس رافضی کی موت ضرور اس گدھے سے ہوئی ہے جس کو وہ عمر کہہ کر پکارتا تھا۔ جب تحقیقات کی تو امام اعظمؒ کی بات صحیح نکلی۔

ایک دفعہ روضہ اطہر پر حاضر ہو کر حضرت امام اعظمؒ نے کہا "السلام علیکم یا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم" تو روضے سے سلام کا جواب ان الفاظ میں دیا گیا "وعلیکم السلام یا امام المسلمین"۔ امام اعظم نے پچپن حج کئے۔ پہلا حج ۹۶ھ میں ادا کیا۔ یعنی اُس وقت آپ کی عمر ۱۶ برس تھی۔

اموی خلیفہ المنصور نے آپ کو قاضی القضاء کا عہدہ

باقی صفحہ ۲۰ پر

اللہ والوں کی صحبت

تحریر: حسین محمد قریشی

روحانیت میں کمال اور اکتسابِ فیض کی بنیاد تین چیزیں
عقیدت ــــ ادب ــــ اطاعت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور شعر ہے

احب الصالحین ولست منھم

لعل اللہ یرزقنی صلاحا

میں اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اگرچہ میں خود نیک نہیں ہوں ہو سکتا ہے کہ اللہ والوں کی محبت اور ان کی نیک صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھ میں بھی نیکی پیدا فرما دے حضرت امام عالی مقام کے ارشادات کے مطابق اولیاء اللہ کے ساتھ عقیدت رکھنے ان کی صحبت اختیار کرنے سے طلب صادق روحانی منازل طے کرتا ہے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ والوں کی جوتیوں میں وہ موتی ملتے ہیں کہ جو بادشاہوں کے تخت و تاج میں بھی نہیں ملتے راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ ایک موقع پر حضرت لاہوری نے ارشاد فرمایا تھا شاگرد کو قابل بنانے کے لئے استاد کا دماغ کھپانا پڑتا ہے اور سالک کو کامل بنانے کے لئے شیخ کا دل تپتا ہے نیز اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شیخ کامل کی صحبت سے فیض وہی پاتا ہے جس کے دل میں حضرت شیخ سے ادب اور عقیدت موجود ہو اور وہ زیور اطاعت سے بھی آراستہ ہو گویا روحانی فیض حاصل کرنے کی شرائط یہ ہیں کہ سالک میں ادب، عقیدت اور اطاعت ہو ان تینوں میں سے ایک چیز بھی مفقود ہو فیض سے محروم رہے گا خواہ کتنے سال کی صحبت اختیار کی ہو۔

حضرت دین پوریؒ کا ایک واقعہ

حضرت لاہوری نے اپنے پیر و مرشد حضرت دین پوریؒ کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ان کا ایک بہت پرانا مرید تھا جو کئی سال تک حضرت کے پاس آتا جاتا رہا اور صحبت میں بھی کافی عرصہ گذارا وہ اکثر حضرت کو اپنے گاؤں تشریف لے جانے کی درخواست کیا کرتا تھا مگر حضرت دین پوریؒ کو ان کے گاؤں جانے کا اتفاق نہ ہو سکا ایک مرتبہ حضرت اس علاقہ میں سے گذر رہے تھے تو مرید کی درخواست پر بطور مہمان اس کے ہاں تشریف لے گئے مرید نے حضرت کو بیٹھک میں بٹھایا اور کھانا وغیرہ تیار کرنے کا انتظام کیا اتنے میں اس کا ایک چھوٹا لڑکا بیٹھک میں آ گیا اس چھوٹے سے لڑکے نے چاندی کے کڑے پہن رکھے تھے چاندی کے زیور مردوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے حضرت دین پوریؒ اپنے مرید کے گھر خلاف شریعت معاملہ دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوئے اور اپنے مرید سے غصے کی حالت میں دریافت فرمایا کہ بچے کو کڑے کیوں پہنا رکھے ہیں مرید نے بڑی معذرت کے ساتھ عرض کی کہ حضور یہ کڑے اسے میں نے نہیں پہنائے یہ بچہ اپنی نانی اماں کے ہاں گیا تھا اور نانی اماں نے کڑے پہنا کر ہمارے ہاں واپس بھیجا ہے اس پر حضرت دین پوریؒ اور برہم ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی بجائے نانی اماں کا دین رائج ہے ہم یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ چنانچہ اسی وقت بغیر کھانا کھائے مرید کے گھر سے چلے آئے پیر کا کام اپنے مریدوں کو دین سکھانا ہے جو مرید اپنے پیر کی اطاعت نہیں کر سکتا وہ نہ دین سیکھ سکتا ہے اور نہ روحانی فیض حاصل کر سکتا ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ کے چند واقعات

آج کی صحبت میں ہم مولانا جلال الدین رومی کی زندگی کے چند واقعات عرض کرتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے شاہ شمس الحق تبریزی سے فیض حاصل کیا اور کس طرح ملا جلال الدین سے مولانا روم بن گئے۔ مولانا جلال الدین رومی نے علوم ظاہری

سے فراغت پانے کے بعد شہر قونیہ کی جامع مسجد میں ایک دارالعلوم قائم فرمایا اس مدرسہ عالیہ کے مہتمم اور مدرسین اعلیٰ خود مولانا رومی ہی تھے ان کے تبحر علمی کی شہرت سن کر دور دور سے تشنگان علم آکر اپنی پیاس بجھاتے اور فارغ التحصیل ہو کر اقصائے عالم میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے تھے ساتویں صدی ہجری میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے عالم اسلام میں بہت بڑے بڑے محقق علماء پیدا ہوئے ان میں مولانا روم کا بھی ایک اعلیٰ مقام تھا اگرچہ قیل و قال کی دنیا میں مولانا ایک مشہور ہستی تھے مگر اس وقت تک پیر کامل کی توجہ سے مولانا کا قلب کشفی واردات سے روشناس نہیں ہوا تھا اور عشق حقیقی کی شمع روشن نہ ہوئی تھی اور دل سوز و ساز کی لذتوں سے ناآشنا تھا بالآخر مشیت ایزدی سے وہ وقت بھی آگیا جس کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ ؎

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں اور خود

مولانا روم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ

قال را بگذار مرد حال شو

پیش مرد کاملے پامال شو

خدا تعالیٰ کی رحمت خاصہ جوش میں آیا اور حضرت شیخ خواجہ کمال الدین نے اپنے خلیفہ خاص شاہ شمس الحق تبریزی کو حکم فرمایا کہ وہ خود مولانا روم کے پاس تشریف لے جائیں اور اپنی توجہ سے ان کے قلب کو نور عرفان سے منور فرمادیں۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

شمس تبریزی ز ارشاد کمالؒ

جست راہ مکتب ملا جلالؒ

علم قانون تو یہی ہے کہ ایک طالب صادق کسی اہل دل کی تلاش میں نکلتا ہے اور بسیار جستجو کے بعد اسے کوئی اہل حال ملتا ہے اور پھر سال ہا سال کے مجاہدہ کے بعد عشق حقیقی کی آگ اس کے سینہ میں حضرت شیخ کی توجہ سے سلگتی ہے جیسے کہ حضرت علامہ اور حضرت رومی نے ارشاد فرمایا ہے

"تو یہ کہتا ہے کہ کر دل کی تلاش"

طالب دل باش و بیکار باش

کبھی کبھی بعض خواص کے معاملہ میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ پیر کامل خود دور دراز کا سفر کر کے طالب صادق کے پاس جاکر توجہ فرماتے ہیں اور طالب صادق کے دل میں عشق حقیقی کا سوز و ساز پیدا ہو جاتا ہے۔

شمس الحق تبریزی

ملا جلال الدین رومی سے ایسا ہی معاملہ پیش آیا شاہ شمس الحق تبریزی دور دراز کا سفر طے کر کے قونیہ کی جامع مسجد میں پہنچے جہاں مولانا جلال الدین رومی درس تدریس میں مشغول تھے طالبانِ علم حلقہ جمائے بیٹھے تھے اللہ اللہ یہ کیا دلکش منظر تھا مولانا اپنے ہزارہا شاگردوں کی طرف متوجہ تھے قیل قال کی آواز گنبد مسجد میں گونج رہی تھی۔ منطقی دلائل کے انبار لگ رہے تھے۔ یعنی استاد کا دماغ کھپ رہا تھا کہ شاگرد جوہر قابل بن جائیں دوسری طرف شاہ شمس الحق تبریزی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک درویش کی شکل میں مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے اپنے قلب کی قوتوں سے مولانا کی طرف توجہ فرما رہے تھے شمس الحق تبریزی کا دل تپ رہا تھا کہ مولانا مرد مومن کامل بن جائیں تبریزی کی آتش عشق تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی تاکہ اس کی حرارت مولانا روم کے قلب تک جا پہنچے اور عالم قال سے نکل کر عالم حال میں پہنچ جائیں۔ شاہ شمسؒ زبان حال سے کہہ رہے تھے۔ ؎

قال را بگذار مرد حال شو (رومی)

اور کبھی زبان قلب سے فرماتے تھے۔ ؎

روم را در آتش تبریز سوز (اقبال)

چند منٹ تو یہی سلسلہ توجہ جاری رہا پھر شاہ شمسؒ اٹھے اور مولانا روم کے پاس آگئے دریافت فرمایا۔

"مولانا نے دیکھا کہ ایک درویش نما شخص کھڑا ہے خیال کیا یہ درویش علوم وغیرہ سے غالباً بے بہرہ ہے۔ مولانا نے درویش کو جواب دیا۔

"ایں سخنہائے قال است ترا بایں چہ"

(یہ علم کی باتیں ہیں تمہیں ان سے کیا کام) یہ جواب سن کر شاہ شمس تبریز نے دینی کتابوں کی گٹھڑی جو مولانا روم کے سامنے رکھی تھی اٹھالی اور قریب ہی وضو کیلئے جو پانی کا حوض صحن مسجد میں موجود تھا اس میں ڈال دی مولانا نے دیکھا کہ ان کی قیمتی کتابیں جو ایک بہترین علمی سرمایا تھا ان کو پانی میں ڈال کر تباہ کر دیا ہے تو وہ جوش میں آگئے۔ ابھی زبان سے کچھ ارشاد نہیں فرمایا کہ درویش نے اپنے ہاتھ سے کتابوں کی گٹھڑی باہر نکال دی اور باوجود اس کے وہ پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ جب باہر نکالیں گئیں۔ تو سب کتابیں خشک تھیں اور کوئی نقصان نہ ہوا تھا اس پر مولانا کی آنکھیں کھل گئیں اور بے اختیار فرمایا۔ ایں چیست؟ (یہ کیا ہے) درویش نے فوراً جواب دیا۔

ایں سخنہائے حال است ترا بایں چہ؟

(یہ حال کی باتیں ہیں تمہیں ان سے کیا واسطہ؟)

ان الفاظ نے مولانا کے قلب پر ایک ایسی ٹھوکر ماری کہ وہ قال سے عالم حال میں پہنچ گئے۔ اور درویش کے پاؤں پکڑ لئے۔

قال را بگذار مرد حال شو

پیش مرد کاملے پامال شو

مولانا روم کے قلب نور عرفان روشن ہوگئی۔

شمع خود را ہمچوں رومی بر فروز

روم را در آتش تبریز سوز

بعض مورخین نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ درویش کامل یعنی شاہ شمس الحق تبریزی نے مولانا سے یہ بھی دریافت کیا کہ جو علوم آپ طلبا کو پڑھا رہے ہیں۔ ان کا کیا فائدہ ہے مولانا نے جواب دیا کہ اس سے شریعت کے مسائل سمجھ میں آتے ہیں۔ اس پر درویش کامل نے فرمایا اگر اس قیل قال سے قلب خالق حقیقی کی طرف متوجہ نہ ہو سکے تو یہ سب بے فائدہ ہے۔ یہ علوم تو اصل مقصد کے حصول کے لئے ایک ذریعہ ہیں آپ انہیں مقصود بالذات بنائے بیٹھے ہیں۔

ہست ایں تفسیر اہل اعتزال

وائے حسرت کو ندارد نور حال

بہرحال اس واقعہ سے مولانا کی زندگی میں ایک انقلاب آگیا اور وہ دارالعلوم کو چھوڑ کر درویش کامل کے ساتھ چلے گئے اور ان کی صحبت اختیار کرلی چند سال کی صحبت سے انہیں واقعی نور حال کے وہ موتی ملے جو بقول حضرت لاہوریؒ بادشاہوں کے درباروں میں نہیں مل سکتے تھے۔ یہ سب کچھ شمس تبریزی کی صحبت کا فیض تھا۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد

ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

حضرت رومیؒ کی منازل طریقت

مولانا روم منازل طریقت طے کر رہے تھے کہ ان کے پیرو مرشد کچھ عرصہ کے لئے روپوش ہو گئے اور پھر ان کا وصال ہو گیا جو آگ سینہ میں سلگ چکی تھی وہ دن بدن تیز ہوتی گئی شاہ شمس الحق تبریزیؒ کے وصال کے بعد مولانا کا دل کچھ عرصہ بہت بے قرار رہا پھر اپنے مخلص مرید خلیفہ شاہ حسام الدین کے دم کو غنیمت سمجھا اور ان کی محبت میں اپنی انس عشق کا اظہار اشعار کی شکل میں کرتے رہے جو اشعار حضرت مولانا کی زبان سے وجد کے عالم میں نکلتے شاہ حسام الدین لکھتے جاتے اور انہی اشعار کے مجموعہ کو اہل علم نے

مثنوی مولوی معنوی

کا نام دیا یہ لافانی مثنوی نہ صرف علماء اور زہاد کے لئے قیمتی سرمایہ ہے بلکہ اہل طریقت کے لئے ایک اعلیٰ روحانی غذا بھی ہے

مثنوی کیا ہے؟

مثنوی کیا ہے مولانا کے الہامات منظوم میں ہر شعر کی روحانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور بغور مطالعہ کیا جائے تو قرآن پاک کی کسی نہ کسی آیت کی روح افزا تفسیر ہے گویا کہ قرآن پاک کا مفہوم فارسی زبان میں ادا کر دیا ہے۔

گم زِ سر معرفت آگر شوی
لفظ بگذاری سوئے معنی روی
مثنوی مولوی معنوی!
ہست زبان قرآن در زبان پہلوی

حضرت مولانا کی تعریف بیان کرتے ہوئے کسی نے خوب کہا ہے

حق چہ گوئم وصف آں عالی جناب
نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

یہ عظیم کتاب چھ جلدوں میں ہے جسے چھ دفتر کہا جاتا ہے ابھی قریباً دو دفتری تحریر کئے گئے تھے کہ شاہ حسام الدین کے والد باجد آئے اور مولانا سے درخواست کی کہ شاہ حسام الدین کو تھوڑے عرصہ کے لئے چھٹی عطا فرما دیں کیونکہ ان کے نکاح کا انتظام کیا جارہا ہے مولانا اپنے خلیفہ کو سنت نکاح ادا کرنے سے کیسے روک سکتے تھے اجازت دے دی خیال تھا کہ جلد ہی واپس آجائیں گے مرید و مرشد کا تعلق ایسا ہی تھا جیسا کسی عاشق صادق اور معشوق کا نہ تو مولانا شاہ حسام الدین کے بغیر رہ سکتے تھے اور نہ ہی مرید صادق اپنے پیر کامل سے جدائی برداشت کر سکتے تھے

حضرت رائے پوری اور حضرت امیر شریعت

راقم الحروف نے ملاحظہ کیا تھا کہ کچھ ایسا ہی مقدس رشتہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور حضرت رائے پوری کے درمیان قائم تھا۔

گر برائے حق محبت سالہا
باز گو حالے ازاں خوش حالہا
تا زمین و آسمان خنداں شود
عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود

ایک مرتبہ حضرت رائے پوری لاہور میں حاجی متین صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرے ہوئے تھے اور مولانا محمد اکرم صاحب رحمتہ اللہ علیہ حاضر ہوئے حضرت رائے پوریؒ نے انہیں فرمایا کہ جاؤ شاہ صاحب کو میرے پاس ملتان سے لے آؤ میرا دل ان کی ملاقات کے لئے بے قرار ہے پیرو مرشد دونوں ضعف اور بیماری کی حالت میں تھے حضرت رائے پوری تو چارپائی سے اٹھ کر نماز بھی ادا نہیں کر سکتے تھے ان کی چارپائی ہی صف کے ساتھ اس طرح رکھ دی جاتی تھی کہ وہ قبلہ رو ہو کر بیٹھے بیٹھے نماز ادا کرتے ادھر شاہ صاحب فالج کے مریض تھے اور سالہا سال سے صاحب فراش تھے مگر اس مجبوری کی حالت میں شاہ صاحب کو ایک کار پر بڑی احتیاط سے مولانا محمد اکرم ملتان سے لاہور لائے شاہ صاحب اس وقت لاہور پہنچے جب سب حضرات عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر سو چکے تھے شاہ صاحب کی آمد نے کوٹھی میں ایک تہلکہ سا مچا دیا تمام عقیدت مند جو اپنے اپنے کمروں میں سوئے ہوئے تھے فوراً حضرت جی کے کمرہ کی طرف دوڑے آئے حضرت جی فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اپنی چارپائی پر شاہ صاحب کو بٹھایا اور رات گئے تک مجلس گرم رہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عاشق معشوق میں وصال ہوا ہے تو سب کے اندر انوار معرفت موجزن تھا اور اس ناچیز جیسے گنہگار حاضرین بھی اس مجلس کے فیوض کو برسوں تک محسوس کرتے رہیں گے اور آج تک وہ منظر دلفریب آنکھوں میں ہے شاہ صاحب کا دل زبان حال سے گویا تھا ؎

خاص کردہ عام را خاصہ مرا (رومی)
حضرت رائے پوری کے دل کی آواز یوں تھی
حیرتے اندر حیرت آمد زیں قصص
بے ہوشی خاصگاں اندر اخص (رومی)

آج ہم ایسی مجلسوں کو ترس رہے ہیں حضرت لاہوری اور حضرت رائے پوری کی مجالس سے ہم محروم ہیں نہ ہی وہ گل و گلستان باقی ہے اور نہ ہی بلبل موجود ہے۔

بقیہ: **مولانا مفتی محمودؒ**

دوسری شادی کی۔ جس سے تین بچیاں اور تین بچے ہیں، لطف الرحمٰن، جس کا نام عطاء الرحمٰن، عبید الرحمٰن ۱۹۶۲ء میں پہلی اہلیہ سے ایک بچہ بفضل خداوندی تندرست پیدا ہوا جس کا نام عطاء الرحمٰن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں کو علم و عمل کی دولت سے نوازے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قادیانیت سے براءت کا اعلان

روزنامہ نوائے وقت ۲۸ نومبر اور دسمبر اڈیشن صفحہ پر مراسلہ نگار کے کالم میں چوہدری محمد عارف ساہی جدہ سعودی عرب کی طرف سے میرے خلاف ایک بیان چھپا ہے جس میں مجھے احمدی ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے میں خدا وحدہ لاشریک کو حاضر و ناظر جان کر باہوش و حواس خمسہ اس الزام کی تردید کرتا ہوں اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال و کذاب ہے اور میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کذاب و دجال اور قادیانیوں کو مرتد اور ان کو مسلمان سمجھنے والے کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔

محمد ارشد خان
صدر اسلامی جمہوری اتحاد سعودی عرب

مرسلہ ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم اشعر ملتان

مرزائی اور حدیثِ مجدّد

مولانا لال حسین اختر کی ایک نایاب تحریر

ختم نبوۃ کا عقیدہ متواترہ قطعی اور اجماعی ہے واضح ہے کہ مسلمان اس عقیدہ کے خلاف ایک لفظ تک سننے کے لئے تیار نہیں مسیلمہ کذاب سے بہاء اللہ ایرانی تک مدعیان نبوت کاذبہ کا انجام مرزائیوں کے پیش نظر ہے مرزا قادیانی مدعی نبوت تھا اجماع امت ہے کہ:۔

دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔ (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)

(ترجمہ) ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ باجماع امت کفر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے کفر کی زد سے بچنے کے لئے "امتی نبی" "ظلی نبی" "بروزی نبی" "مجازی نبی" کی اصطلاحات وضع کیں۔ ان اصطلاحات سے مرزا کا مقصد معلوم ہوتا ہے کہ عامۃ المسلمین یہ سمجھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اصلی نبوت نہیں بلکہ گھٹیا قسم کی ہے جب مسلمانوں نے اسے بھی برداشت نہ کیا تو خود مرزا اور اس کی امت نے دھوکہ دینے کے لئے حدیث مجدد سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ مرزا غلام قادیانی چودھویں صدی کا مجدد ہے قادیانی مجددیت کے لئے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابوداؤد شریف)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے مجدد مبعوث کرے گا جو اس کے لئے دین کی تجدید کریں گے۔

۱:۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کو حق حاصل نہیں کہ اس حدیث کو پیش کریں۔ کیونکہ اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ اور ان کی مقدس شخصیت کے متعلق لکھا ہے۔

"ابوہریرہ غبی تھا۔ روایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔"

(اعجاز احمدی" معنفہ غلام احمد ص۱۸)

مرزائیوں کا خود ساختہ قادیانی نبی، حضرت سیدنا ابوہریرہؓ کو غبی اور فہم قرآن میں ناقص سمجھتا تھا۔ تو مرزائیوں کو حق نہیں کہ ان کی پیش کردہ حدیث سے استدلال کریں۔

۲:۔ مرزائی قیامت تک کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے کہ مجدد پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۳:۔ مرزائی کسی حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے کہ مجدد پر ایمان لانا فرض ہے۔ واجب ہے یا سنت ہے۔

۴:۔ مرزائی کسی حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے کہ مجدد کے دعویٰ مجددیت کرنا فرض ہے یا واجب ہے۔

۵:۔ مرزائی کسی حدیث سے نہیں بتا سکتے کہ مجدد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی یا الہام ہوا کرے گا۔

۶:۔ مرزائی تسلیم کرتے ہیں کہ ایک صدی میں دو دو تین تین مجدد ہوتے ہیں۔ (احمدیہ پاکٹ بک مؤلفہ غلام گجراتی، وعسل مصفی حکیم خدا بخش) جب ایک صدی میں دو دو تین تین مجدد ہو سکتے ہیں۔ تو ایک صدی میں دو دو سو، تین تین سو اور ہزار دو دو ہزار، تین تین ہزار مجدد کیوں نہیں ہو سکتے ہیں؟

۷:۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے سوال کیا گیا کہ گذشتہ بارہ صدیوں کے مجددین کے نام تو بتاؤ "قادیانیوں کے نبی" نے جواب دیا:۔

"ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں۔ یہ علم محیط تو خاص خدا تعالیٰ کا ہے۔ ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اسی قدر جو خدا بتلا دے۔ ماسوائے اس کے یہ امت ایک بڑے حصہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے۔ اور کبھی کسی ملک میں، پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے۔ اور کون اس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔"؟

(حقیقۃ الوحی ص۱۹۳)

مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد نبی ہونے کے باوجود اگر بارہ صدیوں کے مجددین کے نام نہیں بتا سکتا تو ایک عام مسلمان چودہویں صدی کے مجددین کی نشان دہی نہ کر سکے۔ تو اس سے مسلمان مجدد کے متعلق استفسار کرنے کا مرزائیوں کو کیا حق ہے؟

۸:۔ مرزائی عام طور پر مسلمانوں سے سوال کرتے رہتے ہیں کہ بتلایئے چودہویں صدی کا مجدد کون ہے؟ یہ سوال کرتے وقت انہیں اپنے "خود ساختہ پنجابی نبی" کی یہ عبارت یاد نہیں رہتی۔

"عدم علم سے لازم نہیں آتا۔ بعض مصلح اور مجددین ایسے آتے ہیں۔ کہ عام طور پر دنیا کو ان کی بھی خبر نہیں ہوتی۔"

(آئینہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد ص۱۰۹)

۹:۔ مجدد امتی ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت تھا۔ مرزائی اپنے مزعومہ نبی کو مجدد کی حیثیت سے کیوں پیش کرتے ہیں؟ کیا ایک بادشاہ کو ایک معمولی چپڑاسی کی حیثیت میں پیش کرنا کسی عقلمند کا کام ہو سکتا ہے؟

۱۰:۔ پاکستان، ہندوستان، انگلینڈ، فرانس، ویسٹ جرمنی، کینیا، یوگنڈا، ٹانگانیکا، فیجی، آئی لینڈ اور کے بیسیوں مناظروں اور عام محفلوں اور جلسوں میں مرزائیوں نے ہم سے دریافت کیا کہ چودہویں صدی کا مجدد کون ہے؟ ہم نے ۱۹۳۲ء سے آج ۱۹۶۲ء تک سینکڑوں بار اعلانیہ کہا کہ مرزائیوں کے لئے میں لال حسین اختر مجدد ہوں مجدد کا کام ہے کہ اپنے زمانے کے بدعات اور فتنوں کی تردید کر کے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عطا کئے ہوئے اسلام کی تبلیغ کرے۔

چودہویں صدی کا سب سے بڑا فتنہ مرزائیت ہے میں رات دن اس فتنہ کی تردید کر کے اصلی اسلام کی تبلیغ کرتا ہوں۔ اس لئے مرزائیوں کے لئے میں مجدد میں ہوں۔ مرزائی بتائیں مرزا غلام احمد کیوں مجدد ہے۔ میں لال حسین اختر ان کے لئے مجدد کیوں نہیں؟

حنیف رامے اور قادیانی

تحریر
سید منظور الحسن
پنجاب یونیورسٹی
لاہور

میں اسے قادیانی کہوں یا قادیانی نواز ہے

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہی ہوتا ہے اس قول کی حقانیت سے تقریباً ہر شخص آگاہ ہے قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمنی کا کوئی بھی محب وطن پاکستانی منکر نہیں ہو سکتا اور حنیف رامے کی قادیانی دوستی سے کوئی بھی ذی ہوش انکار نہیں کر سکتا یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ ایک طرف تو حنیف رامے سیاسی وابستگیوں میں مسلسل تبدیلیاں کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان کی قادیانیوں سے محبتوں اور وابستگیوں میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی اس کی وجہ جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ حنیف رامے کی سیاسی وابستگیوں میں تبدیلی کی بنیاد تو خالصتاً مفاد ذاتی ہے کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حنیف رامے کبھی ایوب خان کی کنونشن لیگ میں شامل ہو کر مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہیں بھٹو کے زیر سایہ ایوب خان کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو کی شفقتوں سے محرومی حاصل ہوتی ہے تو پیر صاحب پگاڑا کی گود میں سیاسی پناہ تلاش کرتے ہیں موضوع پناہ میسر نہ آنے پر اپنی مساوات پارٹی تخلیق کرتے ہیں مگر اس کو نیشنل پیپلز پارٹی میں ضم کرنے کے باوجود عوام کو ورغلانے میں ناکامی سے مایوس ہو کر اپنی سیاسی "خدمات" کا کشکول ہاتھوں میں لئے ضیاء الحق کے در پر وزارت کی بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں وہاں سے دھتکارے جانے کے بعد بالآخر براستہ مسلم لیگ محترمہ بے نظیر بھٹو کے سامنے پیپلز پارٹی کے لئے اپنی غیر مشروط وفاداری کا اعلان کرتے ہوئے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں لیکن اس رنگا رنگی سیاست کے برعکس جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ان کی ایک وفاداری ایسی بھی ہے جس میں تاحال کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی اور اس سلسلے میں اگر یہ کہا جائے کہ یہ ان کی مذہبی وفاداری ہے تو شاید مبالغہ نہ ہو۔

تو رامے صاحب نے کبھی اعلانیہ کبھی اپنے قادیانی ہونے کا اعتراف کیا ہے اور اس طرح سیاسی مفادات کی پامالی کا بھی تو خدشہ ہے اور نہ ہی اس وقت میں انہیں قادیانی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہوں فی الحال میں یہاں صرف رامے صاحب کی قادیانی دوستی اور قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان دشمنی کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں

قوموں کی زندگی میں سب سے زیادہ نازک وقت وہ ہوتا ہے جب وہ غلامی کی خواب گراں سے بیدار ہو کر آزادی کے لئے تلملاتی ہیں اور آزادی کا نام ہی ان کو قلب و ذہن میں کچھ کر گزرنے کے جذبات موجیں مارنے لگتے ہیں ایسے لمحات میں غلاموں کی بیڑیوں کی چھنک دشمنان شعور و آگہی کے لئے بانگ درا ہی انہیں تیغ قضا بن جاتی ہے اور ان

> رامے کی سیاست مفادِ ذات کے گرد گھوم رہی ہے رامے ایوب خان کی کنونشن لیگ میں شامل ہو کر فاطمہ جناح کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آئے تو کہیں بھٹو کے زیر سایہ ایوب خان کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں

کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں انہیں اپنے ظلم و ستم جبر و تشدد اور مکر و فریب کے سارے جال ٹوٹتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں تو وہ اپنے مذموم افعال کی جوابدہی کے تصور ہی سے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں اور آزادی کی نیلم پری کو دوبارہ پابہ زنجیر کرنے کے لئے سیاسی معاشی اور مذہبی محاذ پر ہر حربہ کام میں لاتے ہیں لیکن آزادی کا نشہ کچھ ایسا ہوتا ہے کہ یہ تمام حربے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور نام نہاد آقاؤں کو بالآخر اپنے کئے کا حساب دینا پڑتا ہے اس وقت سے کہ جب حضرت بلالؓ نے اپنے دل میں ایمان کی بجلی کڑکتا محسوس کر کے اپنے مالک کے حکم سے سرتابی کرتے ہوئے ایک غلام اپرکوڑے برسانے سے انکار کیا تھا آج تک یہی سلسلہ جاری ہے اور کرۂ ارض سے ہر قسم کی غلامی کے خاتمے اور اس کے ہر گوشے میں

محمد عربی کو پھر سے بھڑکانے تک چراغ مصطفوی و شرار بولہبی کی یہ کشمکش جاری رہے گی اس پس منظر میں برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے ایک بھرپور انگڑائی لیتے ہوئے غلامی کی دنیا کو الوداع کہنے کی تیاریاں شروع کیں تو فرنگی اقتدار کے محل میں کھلبلی مچ گئی اور انہوں نے اپنے آزمودہ ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں میں افتراق کو ہوا دینے، حریت پسندوں پر در زنداں وا کرنے اور انہیں معاشی طور پر کمزور کر کے اپنے قدموں پر جھکانے کی ہر سعی کر ڈالی لیکن اس دوا نے بھی کچھ کام نہ کیا تو دانش فرنگ نے پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار فیض سے امت مسلمہ کو علیحدہ کرنے کی سازش کرتے ہوئے اپنے ایک پرانے نمک خوار سے جعلی نبوت کا دعویٰ کروا کے مسلمانوں کا رخ مدینہ سے موڑ کر قادیان کی طرف کرنے کا ڈھونگ رچایا اور یہ جعلی نبی آج برطانیہ کا اتنا وفادار اور اتنا غلامی پسند تھا کہ اس کے ذہن میں یہ بات سرے سے موجود ہی نہیں تھی کہ نبی کا کام لوگوں کو طوق و سلاسل سے آزاد کر کے ایک باقاعدہ ترقی کے طور پر کھڑا کرنا ہوتا ہے سو وہ تمام سلسلہ انبیاء کی انقلابی تاریخ کو طاق نسیاں پر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو الہامی بنیادوں پر غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہوئے بڑی ڈھٹائی سے یہ راگ الاپتا رہا۔

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
ان کی شاہی میں پاتا ہوں فلاح روزگار

چوں کہ ایک نبی کے حکم میں ترمیم و تنسیخ دوسرے نبی کے ذریعے ہی ہوتی ہے اس لئے برطانیہ کی شہ پر مرزا قادیانی نے پہلے پہل اپنے آپ کو ایک مسیحیت مخالف مناظر کی حیثیت سے متعارف کروایا اور پھر مجدد، محدث، امتی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، اور لغوی نبی کا دعویٰ کرتے ہوئے انجام کار باقاعدہ امروزنبی کے حامل ایک صاحب شریعت نبی ہونے پر جا پہنچا اور وحدت امت مسلمہ کی بنیادی اینٹ یعنی ذاتیت محمدی پر ضرب لگانے کی ناکام کوشش کر کے سلطنت پنجاب بن گیا اور اپنا او پر ایمان نہ لانے والے مسلمانوں ہی کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر ان سے معاشرتی رشتے توڑ کر ان کے بچوں تک کے جنازوں کو حرام قرار دے کر ایک نئی امت کی نمود کھائی اور امت محمدیہ کے مقابل میں ایک نئی امت کھڑی کی۔

اگر ہم عقل و فکر کے دروازوں کو کھول کر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا نبھانے کے دعوے اور نظریہ اسلام پاکستان

سے محبت کے اظہار کو ملی نتیجہ پر کہ فتنہ قادیانیت کے مذموم افکار اور قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان دشمن سرگرمیوں کا تجزیہ کریں تو ہم بے اختیار بالفاظ اقبال پکار اٹھیں گے کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں

میں رائے صاحب کی قادیانی دوستی کا تذکرہ کرتے ہوئے شاید موضوع سے ہٹ گیا تھا موضوع کی طرف دوبارہ لوٹتے ہوئے آئیے اب تھوڑی سی گفتگو قادیانی نواز دانشور رائے صاحب کی قادیانی دوستی پر بھی ہو جائے۔

رائے صاحب کی قادیانی دوستی کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ موصوف کی بیوی شاہین رائے قادیانی تھی اور اپنی موت تک قادیانی ہی رہی۔ رائے صاحب کا سسر راجہ غالب کوثر میں جماعت قادیانی کا امیر بھی رہ چکا ہے اور آج بھی جماعت کا سرگرم رکن ہے رائے نے اپنے دور وزارت میں شاہین رائے کو یکا اس کا چیئرمین بنوایا جس نے اس عہدے کی آڑ میں قادیانیوں کو بے پناہ فوائد بہم پہنچائے

۱۹۷۴ء میں مسلمانوں نے قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا تو حنیف رائے نے تمام مسلمانوں کو یزیدی صفات کا حامل قرار دیا

۱۹۷۴ء میں ہی رائے نے خانیوال میں ایک جلسہ میں خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف سرگرم علماء کے بارے میں کہا تھا کہ میں ان مولویوں کے پیٹ میں سے حلوہ نکال کے رکھ دوں گا۔

اپنی کتاب "مقدمہ پنجاب" میں حنیف رائے نے قادیانیت کے بارے اور دشمن اسلام مرزا قادیانی کو پنجاب کے اہم ترین قائدین میں سے ایک قرار دیا ہے

اسی کتاب میں انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی جسے بقول ڈاکٹر عبدالقدیر خان یہودی سازش کے تحت نوبل انعام دیا گیا کا شمار پنجاب کے عظیم عالموں اور دانشوروں میں کیا ہے۔

حنیف رائے نے قادیانیوں کے شعائر اسلام استعمال کرنے پر مسلمانوں کی طرف سے اعتراض و احتجاج کو غیر عادلانہ رویہ قرار دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رائے صاحب قادیانیوں کو مسلمان ہی تسلیم کرتے ہیں اور اپنے سابق اور موجودہ آقا پی پی پی کے منکر دکھائی دیتے ہیں جو اس نے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر کیا تھا

اپنی کتاب مقدمہ پنجاب میں حنیف رائے نے اس بات کا تذکرہ تو کیا ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا بڑا سبب وہاں کے لوگوں کا معاشی استحصال تھا مگر موصوف اس بات کو گول کر گئے کہ استحصال کرنے میں ایم ایم احمد قادیانی نے بھرپور کردار ادا کیا جو اس وقت ڈپٹی چیئرمین پلاننگ تھا جن کے نام نہاد مرزائی خلیفہ مرزا محمود قادیانی کی پیشگوئی ہے کہ پاکستان اور بھارت کی تقسیم عارضی ہے اور جلد ہی اکھنڈ بھارت بنے گا۔

آخر میں قادیانیوں اور حنیف رائے میں چند مشترکات کا ذکر ضروری ہوگا۔

رائے صرف پنجاب کا نعرہ لگا کر پس پردہ یک جہتی پاکستان کو توڑنے میں سرگرم عمل ہے اور قادیانی بھی یکجہتی پاکستان کے سب سے بڑے مخالف ہیں ۔

جس طرح مرزا قادیانی آئے دن اپنے مذہبی نظریات میں تبدیلیاں لاتا تھا اسی طرح رائے صاحب بھی روز بروز اپنے سیاسی نظریات میں تبدیلیاں برپا کرتے ہیں ۔

قادیانی مرزا قادیانی کو اپنا بانی قرار دیتے ہیں اور رائے صاحب بھی اُسے پنجاب کا عظیم قائد تصور کرتے ہیں ۔

حنیف رائے، محمود غزنوی، بابر، احمد شاہ ابدالی، سلطان محمد غوری جیسے فاتحین کے سخت مخالف ہیں اور قادیانی ٹولہ نے بھی ہمیشہ ان فاتحین کی مخالفت کی ہے۔

قادیانیوں اور رائے دونوں نے ہی ہمیشہ سیکولر نظام حکومت کی حمایت کی ہے

مندرجہ بالا گزارشات کے ساتھ رائے صاحب نے اسلام اور پاکستان دشمن ہونے کا فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں اس حقیقت کے اعتراف کے ساتھ

محبت ہو نہیں سکتی اسے ہرگز محمدؐ سے
نبی کے دشمنوں سے جو ہمیشہ پیار رکھتا ہے

بقیہ: فیشن پرستی

عفت کی زندگی اس وقت گزاری جا سکتی ہے جب کہ بدکاری کی طرف دعوت دینے والی زبان کاٹ دی جائے اور معصیت کے چرچوں کو بند کر دیا جائے جس سوسائٹی میں تعلیمی ادارے عفت و پاکبازی کے تصور سے ناآشنا ہوں۔ ریڈیو۔ اخبار، فلم، رسائل بدکاری کے اعلانی ہوں ادب و آرٹ کے نام پر معصیت پھیلائی جا رہی ہو جس تہذیب میں دن ہو کر رات گھر ہو کہ بازار، تنہائی ہو کہ بھری محفل ہر جگہ ہوس پرستی کی ترغیب دی جا رہی ہو وہاں آدمی گناہ سے گریز کرے تو کیسے کرے؟

خدا کا حکم ہے کہ معصیت و فحاشی کی اشاعت خواہ زبان سے ہو قلم سے آرٹ کے نمونوں سے یا تمدن کے آثار سے انفرادی ہو یا اجتماعی انتہائی گناہ کا جرم ہے اور اسی جرم کو فیشن کہا جاتا ہے حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ جو شخص بے حیائی پھیلائے اسے عبرتناک سزا دی جائے خواہ وہ اسے بھلا ہی کیوں نہ سمجھے

بقیہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ

سو کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔ جن میں متعدد اکابر صحابہ کے علاوہ تابعین کی ایک بڑی تعداد شامل تھی۔ ان میں کچھ کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت بریرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ، محمد بن ابی بکرؓ، ابو سلمہؒ بن عبدالرحمٰن مسروق بن اجدعؒ، معاذہ بنت عبداللہ، عمرہ بنت عبدالرحمٰن، عائشہ بنت طلحہؓ، امام نخعیؒ، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کے نشر و اشاعت کے اعتبار سے صدیقہ کبریٰؓ کا کوئی حریف نہیں ہو سکتا اگر انہیں "محسنہ امت" کہا جاتے تو اس میں مطلق کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

نیکیوں کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ برائیوں سے بھی روکنا ان کا خاص مشغلہ تھا اور اس مقصد کے لئے ہر ممکن طاقت خرچ کر دینا ضروری سمجھتی تھیں۔ ایک گھر کرایہ پر دے دیا تھا کرایہ دار اس میں شطرنج کھیلنے لگے تو ان کو کہلا بھیجا کہ اس حرکت سے باز نہ آؤ گے تو مکان سے نکلوا دوں گی۔

ایک دن ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کے پاؤں میں گھنگھرو کا زیور تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس بچی کو میرے پاس مت لاؤ۔ جب تک کہ اس کے گھنگھرو نہ کاٹ لئے جائیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی یا اسی طرح کی بجنے والی چیز مثلاً گھنگھرو وغیرہ ہوں۔

قادیانی جماعت انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کو خلافِ قانون قرار دیا جائے
مرزائی ملک میں شرارتوں کو جنم دے کر امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنا چاہتے ہیں

جلال پور پیروالہ کے محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نے انسانی حقوق کی آڑ میں قادیانیوں کی حمایت کرنے پر امریکہ اور یہودیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان کے خلاف غلط پراپیگنڈہ کرنے اور ملک کو اقتصادی طور پر نقصان پہنچانے پر قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر لندن عالمی بنک کے ایم ایم احمد قادیانی، قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام آنجہانی اور اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل سفیر نسیم احمد قادیانی کی پاکستان شہریت منسوخ کر کے ان کیخلاف بغاوت کے الزام میں مقدمات چلائے جائیں اور آئے روز بی بی سی لندن کے تبصروں میں قادیانیت کے بارے میں مگرمچھ کے آنسو بہانے کی بھی مذمت کی گئی انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کا مرنا جینا شادی امور ہر چیز مسلمانوں سے جدا ہے قادیانی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں جس پر اسلامیان پاکستان اور عالم اسلام کے مطالبہ پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور زیر دفعہ ۲۹۸ بی اور ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان کے تحت ہر قسم کی قادیانی مذہب کی تبلیغ و تشہیر اور اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگائی جا چکی ہے اور قانون کی خلاف ورزی کرنے پر قادیانیوں کے خلاف پاکستان کے قانون کے تحت مقدمات چلائے جاتے ہیں۔ اور قصور وار قادیانیوں غیر مسلموں کی عدالتوں سے سزائیں ہوتی ہیں۔ جبکہ قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے اور ملکی قانون کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں اور جعلی پاسپورٹوں پر بیرون ملک بھاگ جاتے ہیں۔ اور وہاں مظلوم بن کر پناہ حاصل کرتے ہیں۔ حکیم حسین احمد قریشی محمد اسلم صدیقی اور ملک جنید ضیاء نے کہا کہ قادیانی اکھنڈ بھارت کے قائل ہیں اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ جبکہ مرزا طاہر کا بھائی ایم ایم احمد جو مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرانے میں پیش پیش تھا۔ عالمی بنک میں بیٹھا ہے اور پاکستان کیلئے ملنے والے قرضوں کو قادیانی غیر مسلموں کے نام نہاد انسانی حقوق بحال کرنے کے ساتھ کرتا ہے اس طرح ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سائنس دان پاکستان کے اٹامک انرجی کمیشن جس پر قادیانیوں نے قبضہ کر رکھا ہے کے ذریعے پاکستان کے ایٹمی راز امریکہ، اسرائیل اور بھارت کو پہنچا کر اطلاع بند کرا تا رہتا ہے جبکہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے سفیر نسیم احمد قادیانی پاکستان کے تمام خفیہ راز امریکہ کو فراہم کر کے پاکستان کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ الزام غلط ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔ جبکہ قادیانی پاکستان میں آزادی کے ساتھ رہ رہے ہیں اور کاروبار کرتے ہیں۔ دوسری اقلیتوں کی طرح تمام حقوق استعمال کرتے ہیں۔ فوج اور سول محکموں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ امریکہ میں یہودیوں کی طرح پاکستان میں قادیانی تمام بڑے بڑے تجارتی اداروں پر قابض ہیں۔ اور آئے روز ملک میں شرارتیں کر کے امن وامان کا مسئلہ پیدا کرتے ہیں۔

شیزان کا روپیہ قادیانیت کی تبلیغ پر خرچ ہوتا ہے

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے روسی مسلمانوں کے لئے قرآن پاک کے دس لاکھ نسخے تحفہ کے طور پر دینے پر سعودی عرب کے فرمانبردار اور خادم حرمین شریفین شاہ فہد کو مبارک باد دیتے ہوئے اپیل کی ہے کہ قادیانیوں کی طرف سے قادیانی مذہب پر مشتمل روسی زبان میں جو جعلی قرآن شیزان انٹرنیشنل پاکستان کے چیئرمین آنجہانی چوہدری شاہ نواز قادیانی غیر مسلم کے خرچے پر چھاپ کر روسی مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے تقسیم کئے گئے ہیں روس کی مذہبی امور کی وزارت کے ذریعہ ان کو واپس کرایا جائے انہوں نے کہا کہ قادیانی ترجمان اخبار الفضل ربوہ نے اپنی اشاعت ۲۶، مارچ ۱۹۹۰ء میں لکھا ہے کہ شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ کے چیئرمین شاہ نواز قادیانی کو مرنے کے بعد ربوہ میں دبا دیا گیا ہے اور اعتراف کیا کہ شیزان کے چیئرمین نے قادیانی مذہب کے قرآن کو روسی زبان میں ترجمہ و نظر ثانی کے سارے اخراجات برداشت کئے تھے اب ان کے دو لڑکوں نے جاپانی زبان میں قادیانی قرآن چھاپ کر تقسیم کرنے کے تمام اخراجات دینے کا اعلان کیا ہے۔ مولوی فقیر محمد نے وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ اندرون ملک قادیانیوں کے اسلام کے منافی تمام لٹریچر کو ضبط کیا جائے اور پاکستانی مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ شیزان کے جوس و دیگر مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

نومسلم قادیانیوں کے ساتھ قادیانی جماعت کے اوچھے ہتھکنڈے

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے حکومت اور ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ تین سال قبل قادیانی مذہب سے تائب ہو کر مسلمان ہونے والے نوجوان ملک نصیر احمد، پاور اسٹیشن شیخوپورہ روڈ واپڈا کالونی فیصل آباد کو قادیانیوں کی طرف سے خطرناک دھمکیوں کے پیش نظر قصور وار قادیانیوں کے خلاف مقدمات چلائے جائیں اور ملک نصیر احمد کی جان و مال کے تحفظ کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں انہوں نے کہا کہ ملک نصیر احمد آنجہانی مرزا ناصر قادیانی کا باڈی گارڈ تھا اور کا نذر تنظیم خدام الاحمدیہ کا رکن تھا جو تین سال قبل اپنی بیوی اور دو بچوں کے ساتھ قادیانی مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو گیا تھا بعد ازاں اس کے چھوٹے بھائی تنویر احمد نے قادیانی مذہب سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تھا جس پر فیصل آباد اور ربوہ کی قادیانی جماعت انتقامی کارروائی پر اتر آئی اور اس کی بہن کو باپ کے گھر بھیج دیا اور قادیانی باپ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اپنے لڑکوں کو واپس قادیانی بناؤ ورنہ تیری بیٹی کو طلاق دے دی جائے گی مگر بیٹوں نے ہر قسم کا دباؤ برداشت کیا اور دوبارہ مرزائی ہونے سے صاف انکار کر دیا جبکہ ملک نصیر احمد کے باپ نے خفیہ طور پر تنویر احمد مسلمان کی منگنی ربوہ میں ایک قادیانی لڑکی سے کر دی پتہ چل جانے پر ملک نصیر احمد نے منگنی ختم کر کے اپنے بھائی کی شادی ۲۶، مارچ کو ایک مسلمان لڑکی سے کر دی ہے جس پر قادیانی اس کو قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں جبکہ عالمی مجلس، ملک نصیر احمد اور اس کے بہن بھائیوں کی ہر طرح مدد کرے گی۔

سرکردہ قادیانی لیڈروں کو قید اور جرمانہ کی سزائیں

عدالت نے تلونڈی موسیٰ خان کے مشہور مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔

ایڈیشنل سیشن جج گوجرانوالہ طالب حسین بلوچ نے تلونڈی موسیٰ خان میں جلسہ عام منعقد کر کے سرعام قادیانیت کا پرچار کرنے کے مشہور مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے آج یہاں دس مرزائیوں کو دو دو سال قید بامشقت اور پانچ پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں ہر ملزم کو دو دو ماہ مزید قید بامشقت بھگتنا ہوگی۔ سزا پانیوالوں میں ربوہ کے دو مربی اور مبلغ دوست محمد شاہد اور شبیر احمد شاہد کے علاوہ تلونڈی موسیٰ خان کے منظور احمد، نذیر احمد، سلیم احمد، خالد پرویز، یوسف، منور احمد، اور ناصر احمد شامل ہیں۔ جبکہ ایک ملزم ظفر احمد کو اشتہاری ملزم قرار دیا جا چکا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے مقدمہ کی پیروی ممتاز قانون دان نوید انور نوید ایڈووکیٹ نے کی جبکہ قادیانیوں کی طرف سے سیالکوٹ کے خواجہ سرفراز ایڈووکیٹ اور گوجرانوالہ کے ملک محمود احمد نے وکالت کے فرائض سرانجام دیئے۔ استغاثہ کے مطابق متذکرہ بالا ملزمان نے مرزائیت کے قیام کے سو سالہ جشن کے سلسلے میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت تلونڈی موسیٰ خان کے بڑے گراؤنڈ میں لاؤڈ سپیکر نصب کر کے ایک جلسہ عام منعقد کیا اور قادیانیت کا پرچار اور احمدیت کی تبلیغ کر کے مسلمانوں کے جذبات کو شدید مجروح کیا۔ پولیس نے خواجہ محمد شفیق کی رپورٹ پر ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر کے انہیں کر لیا۔ آج مقدمہ کا فیصلہ سننے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں حافظ محمد ثاقب، چوہدری غلام نبی، مولانا محمد ایوب طوفانی، حافظ احسان الواحد، حافظ محمد یوسف، حافظ محمد الیاس، ڈاکٹر رفاقت علی اور حکیم عبدالرحمٰن آزاد کی قیادت میں مسلمانوں کی بھاری تعداد سیشن کورٹ میں موجود تھی، پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں پہنچا دیا، جبکہ مسلمان ایک جلوس کی صورت میں "ختم نبوت" زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے ضلع کچہری میں آ کر پرامن طور پر منتشر ہو گئے۔

محمد ممتاز اعوان کا تنظیمی دورہ پنجاب

لاہور۔ (پ ر) ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری محمد ممتاز اعوان ۱۷۔۱۸ مئی کو ساہیوال اور اوکاڑہ میں منعقد ہونے والے ختم نبوت یوتھ فورس صوبہ پنجاب کا دو روزہ تربیتی اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع کا تنظیمی دورہ کریں گے۔ پروگرام کے مطابق وہ ضلع اٹک، راولپنڈی، گجرات، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، قصور، اوکاڑہ، ساہیوال، خانیوال، ملتان، وہاڑی، مظفر گڑھ، بہاولپور، رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان کا دورہ کریں گے۔

HB
TRUSTABLE
MARK
Hameed BROS JEWELLERS
MOHAN TARRACE SHAHRAH-E-IRAQ | SADDAR KARACHI-3
حمید برادرز جیولرز
موہن ٹیرس، نزد جلال دین، شاہراہ عراق، صدر، کراچی۔
فون: 521503-525454

ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی عہدیداروں کا اجلاس، ۱۸ مئی کو اوکاڑہ میں ہوگا

لاہور (پ ر) ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری محمد ممتاز اعوان نے اپنے بیان میں بتایا ہے کہ ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی عہدیداروں کا ایک اہم اجلاس ۱۸ مئی کو صبح دس بجے جامعہ صدیقیہؓ صدیق نگر جی ٹی روڈ اوکاڑہ میں منعقد ہوگا۔ اجلاس کی صدارت ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی صدر صاحبزادہ پیر سلمان منیر دکونسلر کریں گے۔ جبکہ اجلاس میں سابقہ تنظیمی کارکردگی کی رپورٹ اور آئندہ کے لئے تنظیمی رفتار کار کو مزید آگے بڑھنے کے لئے لائحہ عمل طے کیا جائے گا اور کئی اہم فیصلے کئے جائیں گے۔ نیز محمد ممتاز اعوان نے مزید کہا کہ اگر کسی وجہ سے کسی مرکزی عہدیداروں کو اجلاس میں شمولیت دعوت نامہ بذریعہ ڈاک نہ ملے تو وہ اس خبر کو ہی دعوت نامہ سمجھتے ہوئے ہر صورت میں اجلاس میں شرکت کریں۔

بقیہ: امام ابو حنیفہؒ

پیش کیا تو امام اعظم نے صاف انکار کیا۔ آپؒ بغداد شہر کی تعمیر کے لئے نگران اعلیٰ مقرر ہوئے تھے۔

امام اعظم صاحب کا بڑا تجارتی کاروبار تھا۔ آپؒ کے کاروباری کارندے دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے آپ اپنے کاروبار کو مشتبہ تجارت سے بچانے کے لئے خاص اہتمام کرتے آپ کا ایک کارخانہ کوفہ میں تھا جس میں خزبانی (ایک خاص قسم کا کپڑا) بنتا تھا۔

حضرت قاضی ابو یوسف، حضرت حسن بن زیاد لولوی حضرت امام محمد بن حسن شیبانی اور حضرت زفر بن ہذیل آپ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

فقہ سے متعلق آپ کے چند تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔ کتاب العالم والمتعلم، کتاب الرائے، کتاب الجامع، کتاب الاوسط، کتاب السیر اور الفقہ الاکبر

عطاء ذی العرش خیر من عطائکم
وسیبہ واسع یرجیٰ وینتظر

حضرت مہدی کے متعلق اسلامی نظریات

منظور احمد الحسینی

اہل حق کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت مہدی علیہ الرضوان ضرور تشریف لائیں گے ان کی اس وقت پیدائش اور آمد کے بارے میں اہل سنت والجماعت میں کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور قیامت کی ان بڑی علامتوں کی ابتدائی کڑی ہے جو بالکل قرب قیامت میں ظاہر ہوں گی۔

مدینہ منورہ میں آپ کی پیدائش و تربیت ہوگی مکہ مکرمہ میں بیعت خلافت ہوگی۔ اور بیت المقدس آپ کی ہجرت گاہ ہوگی۔

● آپ کا نام نامی محمد والد کا نام عبداللہ اور لقب مہدی ہوگا روشن و کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والے ہوں گے آپ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

● حضرت فاطمہ کے بڑے فرزند حضرت حسنؓ کی نسل سے ہوں گے۔ (الحاوی للفتاوی سراج المنیر) مدینہ طیبہ میں سربراہ حکومت کا انتقال ہو جائے گا اس کے جانشین کے انتخاب پر لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا حضرت مہدیؓ اس وقت مدینہ میں ہوں گے اس اندیشہ سے وہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے آئیں گے کہ کہیں ان کو خلیفہ نہ بنا دیا جائے مکہ مکرمہ میں حضرت مہدیؓ کے انکار کے باوجود مسلمان ان کو خلافت کے لئے منتخب کریں گے چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان (بیت اللہ شریف کے سامنے) ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

پھر ملک شام سے ایک لشکر حضرت مہدی کے مقابلے میں بھیجا جائے گا مگر یہ لشکر بیداء نامی جگہ میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

اس واقعہ کے بعد ہر خاص و عام کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ مہدی ہیں چنانچہ ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے بیعت کریں گی۔

پھر قریش کا ایک آدمی جس کی ننھیال قبیلہ بنو کلب میں ہوگی آپ کے مقابلے میں کھڑا ہوگا آپ بنو کلب کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجیں گے [illegible]

مسیحی طاقتوں سے خلاف آپ کی لڑائیاں ہوں گی جن میں آپ کامیاب ہوں گے آپ کا اقتدار و تسلط پوری دنیا پر ہو جائے گا۔

اسلام کو پوری دنیا میں استقرار نصیب ہوگا دنیا والے ظلم کی چکی میں اس سے پہلے پس رہے ہوں گے حضرت مہدی عدل و انصاف کا بول بالا کریں گے اس عدل و انصاف سے آسمان والے بھی خوش ہوں گے اور زمین والے بھی راضی و مطمئن ہوں گے۔

حضرت مہدی لوگوں میں سنت کے موافق عمل کریں گے آسمان سے خوب بارشیں ہوں گی زمین پھل پھول غلے ترکاریاں خوب اگائے گی۔

داد و دہش میں آپ بے مثل اور ضرب المثل ہوں گے بھر بھر کر مال و زر تقسیم کریں گے مال کی اتنی فراوانی ہو جائے گی کہ کوئی شخص زکوٰۃ قبول کرنے والا نہ ہوگا ہر طرف خوشحالی اور چین و راحت کا دور دورہ ہوگا اور لوگ نہایت پرمسرت اور خوشحالی زندگی گذاریں گے اس قدر چیزوں کی سستائی اور بہتات ہوگی کہ زندہ لوگ مردوں کی تمنا کرنے لگیں گے کہ کاش اگر وہ زندہ ہو جائے تو اس عیش و خوشی کے زمانے کو دیکھ لیتے۔

کانا دجال آپ کے زمانے میں نکلے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان سے تشریف آوری حضرت مہدیؓ کے زمانے میں ہوگی

آپ مہدی علیہ الرضوان فجر کی نماز پڑھنے کے لئے مصلیٰ پر جا چکے ہوں گے اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لے آئیں گے آپ پیچھے ہٹ جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی درخواست کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مہدی علیہ الرضوان کو فرمائیں گے کہ نماز آپ پڑھائیں کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ نماز حضرت عیسیٰ السلام آپؓ کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

حضرت مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیق و مصاحب ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل [illegible]

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M

عالمی مجلس تحفظ نبوت کے منصوبے اور پروگرام

اہلِ خیر حضرات سے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی

اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ادارہ آنجناب کے لئے کسی تعارف کا محتاج نہیں اسلام کی دعوت و تبلیغ، ناموس ختم نبوت کی پاسبانی، قادیانی قزاقوں کی سرکوبی، باطل قوتوں کا مقابلہ مجلس کا عظیم اور مقدس مقصد ہے قادیانی زندیقوں نے جب سے اپنا مستقر لندن منتقل کیا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اربوں کھربوں کے منصوبے شروع کر دیئے ہیں جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ذمہ داریوں میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ اندرون و بیرون ملک مجلس کے مبلغ دفاتر، مدارس، مساجد، ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے وقف ہیں۔ مجلس کا سالانہ میزانیہ کئی لاکھ ہے، اردو، انگریزی عربی اور دوسری زبانوں میں لاکھوں روپے کا صرف لٹریچر اندرون و بیرون ملک مفت تقسیم کیا جاتا ہے، جامع مسجد ربوہ دار المبلغین ربوہ، جامع مسجد کراچی اور دیگر شہروں میں مجلس کے تعمیراتی منصوبے تشنہ تکمیل ہیں۔

جب کہ لندن اور دوسرے ممالک میں بھی دفاتر قائم کئے جا چکے ہیں۔ اندرون و بیرون ملک قادیانیوں کے ساتھ مقدمات کی وجہ سے مجلس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں ختم نبوت کی خدمت اور مالی اعانت اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے۔

آنجناب سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ اس کارِ خیر میں ضرور شریک ہوں گے اور اپنے عطیات (زکوٰۃ صدقہ فطر اور دیگر صدقات و عطیات وغیرہ میں مجلس کا زیادہ حصہ رکھیں گے۔

واجرکم علی اللہ ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

خان محمد
(فقیر)
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رقم بھیجنے کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
حضوری باغ روڈ ۔ ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ

کراچی میں الائیڈ بنک آف پاکستان کھوڑی گارڈن برانچ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۵۹، میں براہ راست جمع کرا سکتے ہیں